U.O 989



مناظرہ و کلام
۳۲۲

تقدیم سرکار حضور ... نواب ...

فَسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(۱)

وحی و الہام

(۲)

برہانِ امامت

محاضرۂ

حضرت حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام سرکار شریعتمدار

میرزا عبد الکریم زنجانی نجفی مجتہد صان اللہ وجودہ حوزۃ الاسلام

مرتبہ

سید حسن جعفری مولوی فاضل منشی فاضل ایم اے ایم او ایل ایل ایل بی وکیل لاہور

بامر سرکار

عظمت مدار جلالت دثار سلیل العز و الشان

جناب مستطاب نواب نثار علی خان صاحب قزلباش دام مجدہ

باہتمام میاں فیروز الدین پرنٹر ... پریس لاہور میں چھپا

للّٰہ الحمد وللّٰہ الشکر بالائہٖ

موضوعات ہمہ فلسفی، اجتماعی، دینی و مذہبی کہ از حضور مجتہد اکبر و اعلم و فیلسوف اعظم اسلام سرکار میرزا عبدالکریم زنجانی نجفی سوال نمودہ شد سائل ڈاکٹر سر اقبال بود من کہ دراں مجلس حاضر بودم جوابہائے سرکار مجتہد اعظم موصوف را کہ سہ ساعت وقت را مستغرق شد بقدر مقدور ضبط نمودم دوتا ازاں جوابہا را کہ یکے متعلق بوحی و الہام و دیگرے متعلق بہ برہان عقلی اماتنست چونکہ دینی و مذہبی است فعلاً نشر می نمایم برائے تعمیم نفع باقی را نیز ہرگاہ توفیق مساعد شود نشر خواہم نمود۔

سید حسن جعفری

نواب پلیس۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور

محاضرهٔ اوّل

بسم الله الرحمٰن الرحیم

سوال

وحی چیست. فرق میان وحی و الهام چیست و از کجا
معلوم میشود ... [illegible] بودن وحی ... [illegible] در این ملک ... [illegible] مطلب ...
... [illegible] است. متمنی است جواب را بیان فرمایند با اشاره به خاتم
ادیان بودن دین اسلام

جواب

بسم الله تعالی وله الحمد ومنه الاستعانة وبه الثقة

این سؤال متضمن استفسار از سه مطلب می باشد.

اوّل معنی و مستعمل فیه کلمهٔ وحی

دوّم حقیقت وحی و حقیقت الهام و فرق وحی از الهام

سیّم میزان حکم بصحت وحی

مطلب اوّل

بدانکه کلمات مفسرین وغیرهم در بیان موارد استعمال کلمه وحی در قرآن مجید و اقسام آن خالی از اضطراب نیست و ما را چون مجال تفصیل نیست اجمالاً میگوئیم

فقط وحی در قرآن شریف در هفت قسم از معنی استعمال

محاضرۂ اوّل

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

سوال

وحی کیا ہے وحی اور الہام میں کیا فرق ہے۔ وحی کا صحیح ہونا کس طرح سے معلوم ہو چونکہ اس ملک (ہند) میں یہ مطلب نہایت اہم ہے۔ متمنّی ہوں کہ جواب بیان فرمایں اور اشارۃً یہ بھی فرمائیں کہ دین اسلام خاتم ادیان کس طرح ہے۔

جواب

بسم اللّٰہ تعالےٰ ولہٗ الحمد ومنہ الاستعانۃ وبہ الثقۃ

اس سوال میں تین باتیں پوچھی گئی ہیں

اوّل معنی وحی اور یہ کہ کلمہ وحی کس معنی میں استعمال ہوا

دوم حقیقت وحی اور حقیقت الہام اور یہ کہ وحی اور الہام میں کیا فرق ہے

سوم صحت وحی کے حکم کی میزان کیا ہے۔

مطلب اوّل

یہ سمجھ لینا چاہئے کہ کلمہ وحی کے قرآن مجید میں محل استعمال کے متعلق مفسرین وغیرہ کے بیانات اور وحی کے اقسام اختلاف رائے سے خالی نہیں ہیں چونکہ ہم کو ان کی تفصیل کا موقع حاصل نہیں ہے۔ اس لئے مجملاً بیان کرتے ہیں۔

لفظ وحی قرآن شریف میں سات معنی میں استعمال ہوا

شده است حسبما بلغنا من باب مدینۂ علم النّبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم
اوّل وحی النّبوّۃ در پنجاہ و سہ ۵۳ موضع ذکر شدہ است
دوّم وحی الالہام
سیّم وحی الأشارہ
چہارم وحی التّقدیر
پنجم وحی الأمر
ششم وحی الخیر
ہفتم وحی الکذب

اوّل وحی النّبوّہ ذکر شدہ است

در سورہ نساء آیہ ۱۶۳

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح و النّبیین

من بعدہ و اوحینا الی ابراهیم و اسمٰعیل الخ

و یونس	۳	۱۵	۸۷	۱۰۹
و ہود	۱۲	۳۶	۳۷	۴۹
و یوسف	۳	۱۰۲	۱۰۹	
و ابراہیم	۱۳			
و انعام	۲۰	۵۱	۹۳	۱۰۷	۱۴۶
و نحل	۴۳	۱۲۳		

ہے جیسا کہ باب مدینہ علم نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضرت علی علیہ السلام سے ہم کو پہنچا ہے ۔

اوّل وحی النبوّۃ ۵۳ تریپن مقامات میں ذکر ہوا ہے

دوم وحی الالہام

سوم وحی الاشارہ

چہارم وحی التقدیر

پنجم وحی الامر

ششم وحی الخیر

ہفتم وحی الکذب

اوّل وحی النبوّہ کا ذکر حسب ذیل مقامات میں ہوا ہے :-

سورہ نساء آیہ ۱۶۳

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین

من بعدہ واوحینا الی ابراہیم واسمعیل الخ

و یونس	۳	۱۵	۸۷	۱۰۹	
و ہود	۱۲	۳۶	۳۷	۴۹	
و یوسف	۳	۱۰۲	۱۰۹		
و ابراہیم	۱۳				
و انعام	۲۰	۵۱	۹۳	۱۰۶	۱۴۶
و نحل	۴۳	۱۲۳			

و بنی اسرائیل	۳۹	۷۳	۸۶		
و کہف	۲۷	۱۱۰			
و طہ	۱۳	۵۰	۷۹	۱۱۹	
و انبیاء	۷	۲۵	۴۵	۱۰۸	
و مؤمنون	۲۷				
و شعراء	۵۲				
و عنکبوت	۴۵				
و احزاب	۳				
و سبا	۵۰				
و فاطر	۳۱				
و زمر	۶۵				
و شوریٰ	۳	۷	۱۳	۵۱	۵۲
و زخرف	۴۳				
و احقاف	۹				
و والنجم	۴	۱۰			
و جن	۱				
و رعد	۳۰				
و ص	۷۰				
و اعراف -	۲۰۳				

و	بنی اسرائیل	۳۹		۷۳	۸۶	
و	کہف	۲۷		۱۱۰		
و	طٰہٰ	۱۳		۵۰	۷۹	۱۱۹
و	انبیاء	۷		۲۵	۴۵	۱۰۸
و	مؤمنون	۲۷				
و	شعراء	۵۲				
و	عنکبوت	۴۵				
و	احزاب	۳				
و	سبا	۵۰				
و	فاطر	۳۱				
و	زمر	۶۵				
و	شوریٰ	۳	۷	۱۳	۵۱	۵۲
و	زخرف	۴۳				
و	احقاف	۹				
و	والنجم	۴	۱۰			
و	جن	۱				
و	رعد	۳۰				
و	ص	۷۰				
و	اعراف	۲۰۳				

دوّم وحی الألهام ذکر شده است

در سوره قصص آیه ۷

واوحینا الی امّ موسیٰ ان ارضعیه

و نحل ۶۸

و طه ۳۸

و انفال ۱۲

سیّم وحی الاشاره ذکر شده است

در سوره مریم آیه ۱۱

فخرج علی قومه من المحراب فاوحیٰ الیهم ان سبّحوا بکرةً وعشیّاً

یعنی اشار الیهم بدلیل اینکه قبل ازین در همین سوره آیه ۱۰ فرموده است

ایتک ان لّا تکلم النّاس ثلٰث لیالٍ سویّاً

و در سوره آل عمران آیه ۴۱

ایتک ان لّا تکلّم النّاس ثلثة ایامٍ الّا رمزا

چهارم وحی التّقدیر ذکر شده است

در سوره فصّلت آیه ۱۲

واوحیٰ فی السّماء امرها یعنی قدّر فیها

پنجم وحی الأمر ذکر شده

در سوره مائده آیه ۱۱۱

دوم وحی الالہام کا ذکر حسبِ ذیل مقامات میں ہوا ہے

سورہ قصص آیہ ۷

و اوحینا الیٰ امّ موسیٰ ان ارضعیہ

و نحل ۶۸

و طہٰ ۳۸

و انفال ۱۲

سیّوم وحی الاشارہ کا ذکر حسبِ ذیل مقامات میں ہوا ہے

سورہ مریم آیہ ۱۱

فخرج علیٰ قومہٖ من المحراب فاوحیٰ الیھم ان سبّحوا بکرۃً وعشیّاً

یعنی اُن کی طرف اشارہ کیا اس دلیل سے کہ قبل اس کے اسی

سورہ آیہ ۱۰ میں فرمایا ہے ۔

ایتك ان لّا تکلم النّاس ثلٰث لیالٍ سویّاً

اور سورہ آل عمران آیہ ۴۱

ایتك ان لّا تکلم النّاس ثلٰثۃ ایّامٍ الّا رمزا

چہارم وحی التقدیر کا ذکر

سورہ فصّلت آیہ ۱۲ میں ہوا ہے

و اوحیٰ فی السّماء امرھا یعنی قدّر فیھا

پنجم وحی الاُمر کا ذکر حسبِ ذیل مقامات میں ہوا ہے

سورہ مائدہ آیہ ۱۱۱

وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ

و در زلزال ۵

ششم وحی الخیر ذکر شده است

در سورۂ انبیاء آیۂ ۷۳

وجعلنا منهم ائمۃً یّھدُون بامرنا واوحینا الیهم فِعلَ الخیرات

ہفتم وحی الکذب ذکر شده است

در سوره انعام آیۂ ۱۱۲

شیاطینَ الأنسِ والجنِّ یوحی بعضُهم الی بعضٍ

ایضاً انعام ۱۲۲

اہم معانی واقسامِ مذکوره وحی النّبوّۃ می باشد کہ محلّ بحث ما است نہ ازحیثِ حقیقتِ لغویّہ یا شرعیّہ یا متشرعہ بلکہ ازحیثِ حقیقت و ماہیّت

درمطلب دوم حقیقت و مہیّۃ وکیفیّتِ آن را بیان خواهیم کرد

مطلب دوّم

در بیان حقیقت وحی النّبوّه است

وحی بر دو قسم است

اوّل وحی شهودی

دوم وحی انکشافی

امّا قسم اوّل پس میگوئیم در بیان آن کہ درمحل مناسب از علم

و اذ اوحیتُ الی الحوارتین اَن اٰمِنُوا بی و برسولی

و زلزال آیہ ۵

ششم وحی الخیر کا ذکر

سورہ انبیاء آیہ ۷۳ میں ہوا ہے

وجعلنا منہم اَئمۃً یھدون بامرنا واوحینا الیھم فِعلَ الخیرات

ہفتم وحی الکذب کا ذکر

سورہ انعام آیۂ ۱۱۲ میں ہوا ہے

شیاطینَ الانسِ والجنِّ یوحی بعضُھم الی بعضٍ

ایضاً انعام ۱۲۲

معانی وحی اور اقسام مذکورہ میں سب سے اہم وحی النبوۃ ہے جو کہ ہمارا محل بحث ہے حقیقت لغت یا شریعت یا تشرع کی رو سے نہیں بلکہ حقیقت اور ماہیت کی حیثیت سے

دوسرے مطالب میں حقیقت اور ماہیت اور کیفیت اُس کی بیان کرینگے

مطلب دوم

وحی النبوۃ کی حقیقت کے بیان میں

وحی دو قسم کی ہوتی ہے

اوّل وحی شہودی

دوم وحی انکشافی

قسم اوّل اس بیان میں کہ وحی شہودی کا ذکر محل مناسب علم

کلام و در قسم آلہی از فلسفہ بہ براہین قطعیہ معلوم نمودہ ایم کہ
بسبب زیادیِ صفا و فرطِ لطافت و شدت نورانیت و کمال
تجرّد، نفسِ نبویہ اتصالِ مستمر بمجرداتِ عالیہ و اتحادِ کامل بروح القدس
دارد و علاقہ بسیار قلیل و مختصرش ببدنِ عنصری و صیصیۂ مادی
کہ برائے ضرورت تبلیغ رسالت باستعمال قوای ظاہریّہ و
باطنیّہ است بہ ہیچ وجہ حاجب و عایقش نمیشود۔ چنانکہ سائر
حجب مادیّہ نیز در مقابل آں شدت صفایِ نفس حاجب
نیست۔ بایں جہت نفس نبویّہ مشاہدہ میفرماید کلیہ صورِ
مثالیّہ و مُثُلِ نوریّہ و اجسامِ لطیفۂ غیر مادّیہ و اشکال غیر ہیولانی
اصناف ملائکہ و امنای وحی۔ و سایرِ مجردات برزخیّہ را کہ قابل
مرئی شدن برائے انبیاء و اصفیاء میباشد و ایں مشاہدہ بطور
عادی بواسطۂ انطباعِ صورِ انہا در بنطاسیا (حسِ مشترک)
از طریقِ خارج بواسطۂ حسّ ابصاری میباشد۔ و ہم چنیں
میشنود اصوات و کلماتِ انہا را از آیات و احکام وغیرہا بجہت اینکہ
قواء ظاہریّہ و باطنیّۂ ہر نفسی در قوّت و ضعف و شدّت و صفا
تابع و متناسب آں نفس می باشند و بمفاد (النفس فی وحدتہا
کلّ القوی) جمیع قوٰی و مشاعرِ ظاہریہ و باطنیّہ شئون نفس ناطقہ
میباشند پس مشاعر و قوایِ نفس نبویّہ کہ از شئون آں نفسِ
مقدّسہ میباشند با قوٰی و مشاعر سائر افراد بشر ہماں مقدار فرق

کلام و فلسفہ الہیات میں ہم نے قطعیہ برہانوں سے معلوم کیا ہے
کہ زیادتی صفا اور فرط لطافت کی وجہ سے اور شدت نورانیت
اور کمال تجرد کے سبب سے نفس نبویہ مجردات عالیہ کے ساتھ
اتصال دائمی اور روح القدس کے ساتھ اتحاد کامل رکھتا ہے اور نہایت
کم اور مختصر علاقہ نفس موصوف کا بدن عنصری اور قلعہ یعنے جسم مادی کے
ساتھ جو تبلیغ رسالت کی ضرورت سے قوائے ظاہری اور باطنی کے
استعمال کے لئے ہے کسی وجہ سے حاجب اور مانع نہیں ہوتا چنانچہ
تمام پردے مادی بھی شدت صفائے نفس کے مقابل میں رکاوٹ
نہیں کرتے اس جہت سے نفس نبویہ جملہ صور مثالیہ کا اور نمونہ
ہائے نوریہ اور اجسام لطیفہ غیر مادی اور اشکال غیر ہیولانی اقسام ملائکہ
اور امناء وحی کا اور تمام مجردات برزخیہ کا جو کہ انبیاء اور اصفیا کے
دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں مشاہدہ کرتا ہے اور یہ مشاہدہ عادت کے
طور پر اُن کی صورتوں کے حس مشترک میں باہر کی طرف سے حس بینائی
کے وسیلہ سے چھپ جانے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور اسی طرح پر
ان کی آوازوں اور کلمات آیات اور احکام وغیرہ کو سنتا ہے۔ اسلئے کہ قوائے
ظاہری اور باطنی ہر ایک نفس کے قوت اور ضعف اور شدت اور صفا میں
اس نفس کے تابع اور مناسب ہوتے ہیں اور مطابق اس قول کے (النفس
فی وحدتہا کل القوی) کہ نفس اپنی وحدت میں قُوی کا کل ہوتا ہے جملہ
قوی اور ظاہری اور باطنی راستے یعنی حواس خمسہ ظاہری اور باطنی نفس ناطقہ

دارد کہ نفس نبویّہ از نفوسِ سائر بشر فرق دارد لہذا می بیند و می شنود چیزیرا کہ دیگران نمی بینند و نمی شنوند۔ و بدیہی است کہ این نحو مشاہدۂ انبیاء و سماعِ ایشان بمراتب فوق العادہ اقوی تر از رؤیتِ اجسامِ مادّیہ و سماعِ اصواتِ متکوّنہ بتموّجِ ہوا کہ حاصل از قرعِ یا قلع است میباشد زیرا کہ خطابرای سائر افراد بشر در ابصارِ مادّیات و در سماعِ اصوات در عالمِ مادّہ بسیار واقع میشود چنانکہ در علم مرایا و مناظر بیان شدہ است لیکن در مشاہدہ و سماعِ انبیاء چوں مشاہدۂ اعیان نفسِ حقایق بطور حقیقت واقع شدہ است بواسطہ شدّت قوّتِ قوٰی و فرطِ صفای نفوس انہا پس ہیچ چہ خطائے در انہا ممکن نخواہد شد این یک قسم وحی است کہ وحی شہودی است و در او دو صنف مندرج است یکے آیاتے کہ لازم است معانی محکمہ بعینِ الفاظِ بلیغہ کہ تلقّی شدہ است تبلیغ بشود مثل قرآن مجید دوم آنکہ عمدۂ مقصود تبلیغ معانی و احکام مے باشد بہر تعبیر کافی و وافی بودہ باشد آں را سنت و حدیث نامیدہ اند اگر کسے صنفِ اوّل را بوحی القرآن یا وحی متلو و صنف دوم را بوحی غیر متلو نامیدہ باشد در تسمیہ تراعے نیست

کے مدارج ہیں پس مشاعر اور قوائے نفس نبوی جو کہ مدارج اُس نفس مقدس کے ہیں تمام افراد بشر کے مشاعر اور قوی سے اسی مقدار میں فرق رکھتے ہیں کہ جتنا کہ نفس نبوی تمام نفوس بشر سے فرق رکھتا ہے لہذا وہ ان چیزوں کو دیکھتا اور سنتا ہے کہ جن کو دوسرے بشر نہیں دیکھتے اور نہیں سنتے ہیں اور بدیہی ہے کہ انبیاء کے اس قسم کے مشاہدے اور سماعتیں اجسام مادی کی رویت اور آوازوں کی اُن سماعتوں سے جو تموج ہوا کے قرع اور قلع سے پیدا ہوتی ہیں بدرجہا فوق العادہ قوی تر ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ تمام افراد بشر سے مادیات کے دیکھنے اور آوازوں کے سننے میں عالم مادیات میں بہت خطائیں واقع ہوتی ہیں جیسا کہ علم مرایا اور مناظر میں بیان کیا گیا ہے لیکن چونکہ انبیائے کے نفس کے قوی کی قوت کی شدت اور اُن کے نفس کے صفا کی زیادتی کے سبب سے اُن کا مشاہدۂ عین نفس حقائق بطور حقیقت کے واقع ہوتا ہے لہذا کسی وجہ سے اُن کے مشاہدے اور سماعت میں خطا ممکن نہ ہوگی یہ ایک قسم وحی کی ہے جو کہ وحی شہودی ہے اور اس میں دو صنف مندرج ہیں ایک آیات کہ لازم ہے کہ ان کے معانی محکمہ اصلی الفاظ بلیغہ میں جو ہم تک پہنچے ہیں تبلیغ کئے جائیں مثل قرآن مجید دوم وہ جو عمدہ مقصود تبلیغ معانی اور احکام کا ہوتا ہے ہر معنی میں کافی اور وافی ہوتا ہے اس کو سنت اور حدیث کہتے ہیں اگر کوئی صنف اوّل کو وحی قرآن یا وحی متلو اور صنف دوم کو وحی غیر متلو کہے تو ان اسموں سے موسوم کرنے میں نزاع نہیں ہے۔

اما قسم دوم ۔ وحی انکشافی است وحقیقت آں اینست کہ نفسِ نبویّہ بسبب استغراقش در عالمِ غیب واتصال مستمرِّ کاملش بکلیہ مجرّداتِ عالیّہ وعقولِ مجرّدہ وسائیر عوالم جبروت وملکوتِ اعلےٰ وملکوتِ ادنےٰ ودہر وسرمد واحاطہ اش بمراتب ابداع واختراع والواح قدسیّہ ۔ مطالبِ غیبیّہ از آنعوالم واز عقل فعّال وغیرہ برائے او مکشوف میشود ۔ وچوں ایں مجرّداتِ محضہ قابل مشاہدہ وابصارِ عادی نیستند پس ایں علومِ منکشفہ ومستفادہ از ایشاں برائے نفس نبویّہ نظیرِ انعکاسِ اضواء در مرایا حاصل میشود لہذا ایں نحو از علوم نبویّہ ومعلوماتِ غیبیّہ اش در حصولش مستغنی میباشد از کلیۃً قوٰی واصلاً امکان ندارد انعکاس انہا در آلاتِ مادّیّہ و انطباعش در قوای نفسانیّہ از قبیل جلیدیّہ وبنطاسیا (حس مشترک) وخیال وغیرہ حتی از طریق داخل چنانکہ بعض فلاسفہ گفتہ اند زیرا کہ انتقاش وانطباع در حسّ مشترک کہ مانندِ آئینہ ذو وجہین است ۔ از طریقِ داخل فقط در امورے ممکن است کہ خیال ووہم مدخلیّتے در انہا داشتہ باشند کہ بسبب قوت خیال وشدّت واہمہ از راہ داخل در بنطاسیا (حس مشترک) منتقش ومنطبع میگردد و حالت مشاہدہ حاصل میگردد چنانکہ در مُبرسمیں ومجانین وبعض مرتاضین از اصحابِ شطحیّات پیدا میشود لیکن چوں علوم نبویّہ مذکورہ صرف اِنکشافِ حقایقِ واقعیّہ باعیانہا از روی حقیقت و

لیکن قسم دوم وحی انکشافی ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ نفس نبوی پر عالم غیب میں اپنے استغراق کی وجہ سے اور کلیہ مجردات عالیہ اور عقول مجردہ اور جملہ عوالم جبروت اور ملکوت اعلےٰ اور ملکوت ادنیٰ اور دہر اور سرمد کے ساتھ اپنے دائمی اتصال کامل کے سبب سے اور ابداع اور اختراع اور الواح قدسیہ کے مراتب پر اپنے احاطہ کی جہت سے اور عقل فعال وغیرہ کے ذریعہ سے اُن عالموں کی پوشیدہ باتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور چونکہ یہ مجرّدات محض مشاہدہ اور عادۃً دیکھنے کے قابل نہیں ہیں پس یہ علوم جو ان سے ظاہر اور مستفاد ہوتے ہیں نفس نبی کے لئے مرایا میں ضوؤں کے انعکاس کی مانند حاصل ہوتے ہیں۔ لہذا نبی کے اس قسم کے علوم اور اس کے معلومات غیبی اپنے حصول میں جملہ قویٰ سے مستغنی ہوتے ہیں اور ان کا انعکاس آلات مادی میں اور انطباع قوای نفسانی میں مثل پردہ جُلیدی اور حس مشترک اور خیال وغیرہ کے یہانتک کہ راہ داخل سے جیساکہ فلاسفہ کہتے ہیں ہرگز ممکن نہیں ہے اس لئے کہ حس مشترک میں انتقاش اور انطباع جو مانند آئینۂ دو رویہ کے ہے فقط طریق داخل سے اُن امور میں ممکن ہے کہ خیال اور وہم جنمیں کوئی دخل رکھتے ہوں کہ قوت خیال اور شدت واہمہ کیوجہ سے داخل کی راہ سے حس مشترک میں منتقش اور منطبع ہوجاتا ہے اور حالت مشاہدہ حاصل ہوتی ہے جیساکہ مُبرسمین (Pleuratic) التہاب یعنے ورم الریہ کہ جس سے ہذیان ہوتا ہے) یعنے برسام کے بیماروں اور مجنونوں اور بعض ریاضت کشوں

واقعیت از ناحیہ مجردات محضہ با نعکاس حقیقی در نفس نبویہ حاصل
میباشد و اصلاً قوہ وہم و قوۂ خیال را در حصول آں مدخلیتے
نیست پس انطباع صور انہا در حس مشترک ممکن نخواہد بود۔
ازیں بیان مختصر معلوم شد بطلان انچہ بعض بزرگان فلاسفہ و
صوفیہ در موضوع وحی گفتہ اند و مردم را بضلالت انداختہ اند
ملخص مقالہ فلاسفہ اینست چوں حس مشترک مانند آئینۂ دو
رو وجہ داخلے و جہے خارجی دارد پس انطباع صور نہا دراں از
طریق داخل نیز ممکن است مثل طریق خارج و چوں حقیقت
ابصار و مشاہدہ ہماں انطباع صورت در حس مشترک میباشد
اگرچہ از طریق داخل بودہ باشد و شرط نیست از طریق خارج
بودہ باشد زیرا کہ مشاہد بالذات ہماں صورت منطبع در حس
مشترک است و صاحب آں صورت کہ در خارج و مادّی
میباشد مشہود بالعرض است پس نفوس نورانیۂ انبیاء بجہتہ
قلت علائق جسمیہ و حواجز مادّیہ و بسبب احاطہ آنہا بجوانب
متجاذبہ اتصال بمبادی عالیہ دارند انچہ بسبب ایں اتصال
از عالم غیب بصورت کلیہ اخذ می نمایند قوۂ خیال کہ محاکات
درا و طبیعی میباشد آنصورت کلیہ را در خود خیال بصورت جزئیہ
منطبع می نماید و بہ حس مشترک منتقل می نماید پس محسوس و مشہود
میشود زیرا کہ حقیقت احساس و مشاہدہ انتقاش و انطباع

کرنے والے اہل شطحیات و مجذوب میں ظاہر ہوتا ہے لیکن چونکہ علوم نبوی مذکورہ صرف حقایق واقعیہ کا انکشاف ہے جو اپنی اصلیت کے ساتھ از روئے حقیقت و واقعیت مقام مجردات محضہ سے بذریعہ انعکاس حقیقی کے نفس نبویہ میں حاصل ہوتا ہے اور اصل میں قوۃ وہم اور قوۃ خیال کو اس کے حاصل کرنے میں کوئی دخل نہیں ہوتا پس ان کی صور کا انطباع حسِ مشترک میں ممکن نہ ہوگا اس بیان مختصر سے اس کا بطلان ہوگیا جو کہ بعض بزرگان فلاسفہ اور صوفیہ نے موضوع وحی کے بارہ میں کہا ہے اور آدمیوں کو گمراہی میں ڈالا ہے بیان فلاسفہ کا خلاصہ یہ ہے چونکہ حس مشترک آئینہ دو رو کی مثل ہے روی داخلی اور روی خارجی رکھتا ہے پس انطباع صورتوں کا داخل کے راستہ سے بھی ہونا ممکن ہے جیسا کہ باہر کے راستہ سے۔ اور چونکہ حقیقت دیکھنے اور مشاہدہ کی وہی صورت کا حسِ مشترک میں چھپ جانا ہوتا ہے اگرچہ اندر کی طرف سے کیوں نہ ہو اور یہ شرط نہیں ہے کہ خارج سے ہی ہو کیونکہ مشاہَدِ بالذات وہی صورت منطبع حسِ مشترک میں ہوتی ہے۔ اور صاحب اس صورت کا جو باہر ہے اور مادی ہے وہ مشہود بالعرض ہے پس نفوس نورانیہ انبیاء کی علائق جسمیہ کے سبب سے اور مادی رکاوٹوں کی وجہ سے اور جوانب متجاذبہ کیطرف مبادی عالیہ کے ساتھ انکے گھیر لینے کی جہت سے اتصال رکھتے ہیں اور جو کچھ اس اتصال کے سبب سے عالم غیب سے بصورت کلیہ اخذ کرتے ہیں قوۃ خیال جس میں محاکات یعنی نقالی طبعی ہوتی ہے اس صورت کلیہ کو خود خیال میں بصورت جزئیہ منطبع کرتی ہے اور

صورت در حسّ مشترک بیا شد خواه بطور صعود از عالمِ مادہ بواسطۂ حسّ ابصاری ظاہری بودہ باشد وخواہ بطورِ تنزل از عالمِ نفس بہ خیال وحسِّ مشترک ازطریقِ داخل باشد وہمچنیں است حالِ سماعِ اصوات فلاسفہ ایں را وحی صریح نامیدہ اند یعنی وحی راشبیہہ اوہام مُبرسمین توہم نمودہ اند وایں عقیدۂ باطل است چنانچہ بسببِ بطلان آن اشارہ نمودیم وگفتیم کہ اصلاً قوۂ خیال و واہمہ را در وحیِ انکشافیِ بالاتصال کہ بے واسطہ تلقی میشود، ہیچ مدخلیتے نمی باشد ومحاکاتِ قوۂ خیال در عالم نفس منحصر است بافعالِ ایجادیۂ نفس از تصورات و اذعانات جزئیہ وتطبیق کلی بر افرادش فقط۔ ودر ایں مقام ممکن نیست و در وحی شہودی از طریقِ خارج انطباعِ صِوَر و اصوات در حسّ مشترک حاصل میگردد نہ از طریقِ داخل بہ تفصیلیکہ بیان نمودیم۔

فلاسفہ چوں قاعدۂ الواحد لا یصدر منہ الّا الواحد را مسلّم دانستہ اند وبحکم ہمیں قاعدہ وبرائے ربطِ حادث بقدیم عقول عشرۂ مجرّدہ اثبات نمودہ اند انہارا عقولِ طولیہ نامیدہ اند بجہتہ اینکہ ہر عقلِ سابق راعلتِ وجودِ عقلِ لاحق تصور نمودہ اند وعقلِ عاشر راکہ عقلِ فعّال نامیدہ اند مدبّرِ کلیہ عالمِ تکوین دانستہ اند

حسّ مشترک کی طرف منتقل کرتی ہے پھر محسوس اور مشہود ہو جاتی ہے کیونکہ احساس کی حقیقت اور انتقاش کا مشاہدہ صورت کا حسّ مشترک میں طبع ہو جانا ہوا کرتا ہے خواہ بطور صعود عالم مادہ سے بذریعہ حسّ نظر ظاہری کے ہو یا بطور نزول عالم نفس سے خیال اور حسّ مشترک کے ساتھ اندر کے راستہ سے ہو اور یہی حال آوازوں کے سننے کا ہے۔ فلاسفہ نے اس کا نام وحی صریح رکھا ہے یعنی وحی کو برسام کے بیماروں کے اوہام کے شبیہہ توہّم کیا ہے اور یہ عقیدہ باطل ہے چنانچہ اس کے باطل ہونے کے سبب کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ اصل میں قوۃ خیال اور واہمہ کو وحی انکشافی بالاتصال میں جو کہ بے واسطہ حاصل ہوتی ہے کوئی دخل نہیں ہے اور عالم نفس میں قوت خیال کی نقالی اُن افعال پر منحصر ہے جو کہ نفس تصورات اور اذعانات جزئی اور نفظ افراد پر تطبیق کلی سے ایجاد کرتا ہے اور اس مقام میں یہ ممکن نہیں ہے اور وحی شہودی میں خارج کے راستے سے صور کا نقش اور آوازیں حس مشترک میں حاصل ہوتی ہیں طریق داخل سے نہیں جیسا کہ ہم نے مفصل بیان کر دیا ہے۔

فلاسفروں نے چونکہ یہ کلیہ تسلیم کر لیا ہے کہ واحد سے صرف واحد شئے نکل سکتی ہے اور اسی قاعدہ کے ماتحت اور حادث کا ربط قدیم کے ساتھ قائم کرنے کو عقول عشرہ مجردہ کو ثابت کیا ہے اور ان کا نام عقول طولیہ رکھا ہے کیونکہ ہر عقل سابق کو عقل لاحق کی علت مانا ہے اور عقل عاشر کو جس کا نام عقل فعّال رکھا ہے تمام عالم تکوینی کا مدبر سمجھا ہے

بنا بر این اصول خود شان وحی را نیز منحصر بمأخوذ از عقلِ فعّال دانسته اند و گفته اند که جبرئیل در لسان شارع عبارت از عقلِ فعّال می باشد و عقلِ فعّال مجرد صرف است قابل مشاهده و انطباع در قوای نفسانیه بهیچوجه نمی باشد لهذا مجبور شده گفته اند که مشاهدهٔ و احساسِ جبرئیل یعنی عقل فعّال بواسطه خیال بطریق انطباع داخلے حاصل شده است۔

ما میگوئیم۔ اولاً ما معتقد بوجود مجرّداتِ صرفه و مجرّدات مثالیه می باشیم لیکن اعداد عقولِ عشره و علّیتِ هر سابقِ آنها برا ے لاحق و مدبر بودنِ عقلِ عاشر (عقلِ فعّال) برا ے کلّ عالمِ تکوین همه و عاوی بدون دلیل می باشند چنانچه در علم فلسفه تفصیلاً اثبات نموده ایم۔

ثانیاً عبارت بودن جبرئیل در لسانِ شارع از عقل فعّال نیز ادعا ے بدونِ دلیل است۔ دلیل عقلے و نقلے بایمعنی نیست بلکه از عقل و شرع خلاف ایمعنی ثابت شده است در سوره (والنجم) آیات ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ ملاحظه شود

ثالثاً منحصر دانستن وحی بیک قسم مأخوذ از مجرّدات بے وجه است چنانکه در بیانات ما معلوم شد که وحی شهودی قسم دیگرے است علیحده۔

اپنے اس اصول کی بنا پر وحی کو بھی عقل فعّال سے مأخوذ ہونے پر منحصر سمجھا ہے اور یوں کہا ہے کہ جبرئیل لسان شارع میں عقل فعّال سے مراد ہے اور عقل فعّال جو مجرد صرف ہے مشاہدے کے اور قوای نفسانیہ میں انطباع کے قابل کسی وجہ سے بھی نہیں ہوتی اس لئے فلاسفر مجبور ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ جبرئیل یعنی عقل فعّال کا مشاہدہ واحساس خیال کے ذریعہ سے انطباع داخلی کے طریق سے حاصل ہوتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اولاً ہم وجود مجردات صرف اور مجردات مثالیہ کے معتقد ہیں لیکن عقول عشرہ کی تعداد اور ان کے ہر سابق کا ہر لاحق کے لئے علت ہونا اور عقل عاشر (عقل فعّال) کا کل عالم تکوین کا مدبر ہونا یہ تمام دعاوی بلا دلیل ہیں چنانچہ علم فلسفہ میں ہم نے تفصیلاً ثابت کیا ہے۔

ثانیاً جبرئیل کا لسان شارع میں عقل فعّال سے تعبیر کرنا دعوی بلا دلیل ہے کوئی دلیل عقلی یا دلیل نقلی اس کے متعلق نہیں ہے بلکہ عقل اور شرع کی رو سے اُس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔

سورہ والنجم آیات ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ ملاحظہ ہوں۔

ثالثاً وحی کو ایک قسم میں منحصر جاننا بھی اور ماخوذ از مجردات جاننا بے وجہ ہے جیسا کہ ہمارے بیانات سے معلوم ہوا کہ وحی شہودی ایک دوسری علیحدہ قسم ہے۔

بیان الہام

الہام چہار قسم است

اوّل ۔ الہام فطری است کہ از شئونِ تکوینیّہ است مثل اینکہ باری تعالےٰ بخلقتِ عقلِ فطری برائے نفس ناطقہ الہام خیر و شر و فجور و تقویٰ فرمودہ است سورہ والشمس آیہ ۸ و مثل الہام وحی نحل کہ سابقاً ذکر شد ۔

دوم ۔ الہام حدسی است چوں نفوس بشریّہ برائے استکشافِ حقایق و استفاضہ علومِ نظریّہ از مبادی عالیہ محتاج می باشند بقوۂ خیال و بفکر و ترتیبِ مقدمات و حدود وسطیٰ و تنظیم ادلّہ و براہینِ انّیّہ و لمّیّہ تا اینکہ بہ نتائج انہا برسند لکن اذکیاء را گاہے بطریقِ حدس نتیجہ و حدِّ وسط دفعتاً حاصل میشود باسرع وقت ایں است الہام حدسی ۔

سیّم الہام خطوری است برائے ہمہ بشر خطورِ افعال ضروری است و مبداء صدور کلیّہ افعال بشر می باشد بعد از خطور تصوّر فائدۂ فعل و ملائمت یا منافرتش میشود و ازاں تصوّر فائدۂ ملائمت شوق حاصل میگردد و از تاکدِ شوق عزم حاصل میشود و از قوّتِ عزم جزم پیدا میشود بعد ازاں انبعاث عضلات میشود فعل حاصل گردد ۔

چہارم ۔ الہام النبوّۃ است کہ عمدۂ مقصود ما اینست

بیان الہام

الہام چار قسم کا ہے

اول الہام فطری ہے کہ تکوین کی شان سے ہے مثل اس کے کہ باری تعالےٰ نے عقل فطری کے ساتھ نفس ناطقہ کے واسطے الہام خیر اور شر اور فجور اور تقویٰ فرمایا ہے مثل سورۂ والشمس آیہ ۸ اور مثل الہام وحی نحل کہ سابقاً ذکر ہوا (صـ۵)

دوم الہام حدسی ہے چوں کہ نفوس بشری حقائق کے دریافت کرنے کے لئے اور علوم نظریہ کے مبادی عالیہ حاصل کرنے کے لئے قوہ خیال اور فکر اور ترتیب مقدمات اور حدود وسطیٰ اور تنظیم ادلّہ اور براہین اِنّیہ اور لِمّیہ کے محتاج ہیں تاکہ ان کے نتائج کو پہنچیں لیکن اذکیا کو کبھی حدس کے طریقہ سے نتیجہ اور حد اوسط دفعۃً حاصل ہو جاتے ہیں جس میں دیر نہیں لگتی یہ الہام حدسی ہے ۔

سوم الہام خطوری ہے ۔ تمام آدمیوں کو خطور افعال ضروری ہے اور خطور (دل میں ایک بات کا آنا) صدور کلیہ افعال بشر کا مبدا ہوتا ہے فائدۂ فعل و ملائمت (پسندیدگی) یا منافرت کا تصور دل میں فعل کے خیال آنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور شوق کے تاکد سے عزم حاصل ہوتا ہے اور قوۃ عزم (ارادہ) سے جزم (استقلال) حاصل ہوتا ہے بعد اس کے عضلات میں اجراے حرکت ہوتا ہے ۔

چہارم الہام نبوۃ ہے اور یہی اصلی مقصود ہماری بحث کا ہے

وآں بر دو قسم است

اوّل الہام نتائج دوّم الہام مبادی

اوّل اینست کہ نفوس شریفہ انبیاء از حیث قوت و شدت صفا و ضیاء فطری در مرتبہ یکاد زیتہا یضئی ولولم تمسہ نار بلکہ بالاتر ازاں می باشند و حاجتے بمساس نار فکری از قوۂ خیال ندارند - لہذا دفعتاً انبعاث نتائج نظریہ و علوم حقیقیہ و معلومات واقعیہ بدون حجاب و تردید بطور عین الیقین مامون از ہر خطا و خلافے در نفوس نبویہ حاصل میشود بدون توسط ملک یا مشاہدہ -

دوّم اینست کہ چوں بمفاد (کلٌّ یعمل علی شاکلتہ) کلیۂ خطورات قلبیۂ بشر اثرات فطرت و رشحات طینت و یا ثمرات ملکات مکتسبہ میباشد و ہر خطورے فقط مقتضی است برائے صدور فعل علت تامہ نیست بایں سبب ہیچ اعتراضے بر اخبار و احادیث طینت متوجہ نمیشود -

پس خطورات نفس نبویہ کہ از رشحات آن نفس مقدسہ است و از ملکات حاصلہ از درس و علّمک مالم تکن تعلم ناشی میشود و ثمرۂ اخلاق سامیہ انک لعلی خلق عظیم می باشد بالکلیہ مبادی صلاح مجتمع بشری و موجب سعادت عمومی است در ہر دو نشأہ

اور یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔

اوّل الہام نتائج دوم الہام مبادی

اوّل یہ ہے کہ انبیاء کے نفوس شریفہ قوت اور شدت صفا اور ضیاء فطری کے سبب سے مرتبہ میں یکاد زیتہا یضیٔ ولولم تمسسہ نار (عنقریب ہے کہ آگ روشن ہو جائے اس کا تیل اگرچہ آگ نے نہ چھوا ہو) بلکہ اس سے بھی بالاتر ہوتے ہیں اور قوۂ خیال کی آتش فکر سے اتصال کی حاجت نہیں رکھتے لہذا نفوس نبویہ کو دفعتاً نتائج نظریہ کی برانگیختگی اور علوم حقیقیہ اور معلومات واقعیہ بلا حجاب اور تردید کے اور بطور عین الیقین اور ہر خطا اور خلاف سے محفوظ اور بلا توسط ملک یا مشاہدہ حاصل ہوتے ہیں

دوم الہام مبادی یہ ہے کہ (بموجب ہر شخص اپنے طریق پر کام کرتا ہے) تمام خطورات قلبی بشر فطرت کے اثر اور طینت کے قطرے اور ملکات مکتسبہ کے پھل ہوتے ہیں اور ہر خطور فقط صدور فعل کا مقتضی ہوتا ہے لیکن علت تامہ نہیں ہوتا اس لئے کوئی اعتراض اخبار اور احادیث طینت پر نہیں ہوتا۔

پس نفس نبویہ کے خطورات جو کہ اس نفس مقدسہ کے قطرات ہوتے ہیں اور ملکات حاصلہ تعلیم گاہ وعلمك ما لم تكن تعلم سے پیدا ہوتے ہیں اور اخلاق سامیہ کے ثمر انك لعلى خلق عظيم سے تمام تر جماعت بشری کی صلاح کے مبادی اور سعادت عمومی کے موجب دونوں جہان میں ہوتے ہیں۔

انیست الہام مبادی فرق ہر دو قسم الہام النّبوّہ با ہر دو قسم وحی النّبوّہ واضح است ۔

مطلب سیّم

میزانِ صحّتِ قول مدعیِ وحی و نبوت اجتماعِ امورے است ۔

اوّل آنکہ باید متصف بودہ باشد بکلیّہ اوصاف حمیدہ خصائلِ محمودہ وجمیع مکارم سامیہ ۔ مثلِ شرف نسب و علمیّت وعصمت واعقلیّت وشجاعت ومبراء باشد از عیوبِ منفرّہ خلقاً وخُلقاً واصلاً وفرعاً وفاعلِ امورِ قبیحہ نباشد ۔

دوّم ۔ آنکہ نبیّ مسلّم النّبوّۃ تکذیب نفرمودہ باشد نبوّتِ آں مدعی نبوّۃ را نہ بعنوانِ خصوصی و نہ بعنوان عمومی مثل لا نبیّ بعدی زیراکہ درایں صورت عقل فطری حکم بکذبِ آں مدّعی خواہد کرد ۔

سیّم آنکہ تعالیم آں مدّعی منافی و مخالف با مستقلّاتِ احکامِ عقلیہ نبودہ باشد مثل شرک، تعدد آلہ، وعبادتِ غیر خدائے تعالےٰ ما ازایں جہۃ بعضِ کتب مقدسہ مشتمل بایں قبیل تعالیم مخالفہ را تحریف شدہ میدانیم ۔

چہارم آنکہ باید اظہارِ معجزہ وخارقِ عادت بنماید یعنے خدائے تعالےٰ بدستِ او خارق عادات اظہار بفرماید تا اینکہ

یہ الہام مبادی ہے ۔ دونوں قسم کے الہام النّبوّہ کے فرق مع دونوں قسم وحی النّبوّہ کے واضح ہیں ؛

مطلب سیّم

مدعی وحی اور مدعی نبوت کے قول کی صحت کی میزان چند امور کا جمع ہونا ہے ۔

اوّل یہ کہ وہ مدعی کلیتہً اوصاف حمیدہ اور خصائل محمودہ اور کل مکارم سامیہ مثل شرف نسب و اعلمیّت وعصمت و اعقلیت و شجاعت سے متصف ہو اور نفرت دلانے والے عیوب سے خَلقاً اور خُلقاً اور اصلاً اور فرعاً مبرّا ہو اور امور قبیحہ کا مرتکب نہ ہوتا ہو

دوم یہ کہ نبی مسلم النّبوت نے اس مدعی نبوت کی نبوۃ کی تکذیب نہ خصوصی طور پر نہ عمومی طور پر مثل لا نبی بعدی نہ فرمائی ہو کیونکہ اس صورت میں عقل فطری اُس مدعی کے کذب پر حکم لگاتی ہے ۔

سیّم یہ کہ اس مدعی کے تعالیم احکام عقلیہ مستقل کے منافی اور مخالف نہ ہوں مثل شرک تعدّدِ الٰہ اور عبادات غیر خدائے تعالےٰ ہم اس لئے بعض کتب مقدسہ کو جو اس قسم کی تعلیم مخالفہ پر مشتمل ہیں تحریف شدہ سمجھتے ہیں ۔

چہارم یہ کہ معجزہ اور خارق عادات دکھلائے یعنے خدائےتعالےٰ اُس کے ہاتھ سے خارق عادات ظاہر فرمائے ۔ یہاں تک کہ

افحام و مغلوبیت او لازم نیاید۔

لہذا در قرآن مجید برائے انبیاء معجزات و خوارق عادات اثبات فرموده است از قبیلِ ید بیضاء و فرقِ بحر و تقلب عصا با ژدہا و احیاءِ موتی و ابراءِ اکمہ و ابرص و اخراج ناقہ از صخرۂ صماء و امثالِ اینها و چون رسولِ اکرم بنصِ قرآن مجید اشرف و اعظم و خاتم انبیاء می باشد پس البتہ معجزه اش نیز اشرف و اعظم از معجزاتِ مذکورۂ سائر انبیاء می باشد و ہمیں در ثبوتِ معجزۂ عظمایش اجمالاً کافی است اگرچہ تفصیل و تعیینِ انہا را ذکر ننمائیم زیرا کہ معقول نیست در کلام الٰہی ان ہمہ معجزات برائے دیگر انبیاء اثبات نماید و خودش کہ اشرف و اعظم از ہمہ انہا بوده باشد نظیرِ معجزۂ انہا را اظہار نفرموده باشد بلکہ اعظم از معجزاتِ انہا نداشتہ باشد۔ بلے ہرگاه کسی معجزه نداشتہ باشد معجزات انبیاء را نیز انکار مینماید تا بتواند ادعا کند کہ نبی بلا معجزه است مثل ہوسنانِ مذاہب باطلہ از قبیلِ فرقہ ضالہ بہائیہ و امثالِ انہا و اگر بعض اتباع انہا بعد از مدتے فہمیده است کہ اساس نبوت بدون معجزه غلط است برائے اغفال عوام الناس نفوذ و پیش رفت را معجزه قرار داده است نفہمیده است کہ اثبات ملزوم اخص بلازمِ اعم از اوضح مغالطات است و این غلط اشنع و افضح از غلط متنبوعش میباشد

اُس کا لاجواب ہونا اور اُس کی مغلوبیت لازم نہ آئے ۔

لہذا قرآن مجید میں معجزات اور خوارق عادات انبیاء کو ثابت فرمایا ہے جیسے ید بیضا فرق بحر قلب عصا باژدھا اور مردوں کو جلانا اور اندھے اور مبروص کو تندرست کرنا اور سخت پتھر سے ناقہ کا نکالنا وغیرہ اور چونکہ رسول اکرمؐ نص قرآن مجید سے اشرف اور اعظم انبیا ہیں ۔ پس البتہ آپ کا معجزہ بھی اشرف اور اعظم معجزات مذکورہ تمام انبیاء سے ہوگا اور یہی آپ کے معجزہ عظمیٰ کے ثبوت میں مجملاً کافی ہے اگرچہ اِن کی تفصیل اور تعیین کا ہم ذکر نہیں کرتے کیونکہ یہ بات معقول نہیں ہے کہ کلام الہی میں تمام معجزات دوسرے نبیوں کیلئے ثابت کریں اور خود جو اشرف انبیا ہو ان کے معجزوں کی نظیر ظاہر نہ فرمائی ہو بلکہ اُنکے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ نہ رکھتا ہو۔ ہاں جسوقت کوئی شخص معجزہ نہ رکھتا ہو وہ دوسرے انبیاء کے معجزوں سے انکار کرتا ہے تاکہ یہ دعوے کر سکے کہ نبی بلا معجزہ ہے جیسے مذاہب باطلہ کے بانی مثل فرقہ گمراہ بھائی اور مثل ان کے اور اگر بعض ان کے پیرو مدت کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ بنیاد نبوت کی بلا معجزہ غلط ہے تو لوگوں کو غافل کرنے کے لئے نفوذ اور ترقی کو معجزہ قرار دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں کہ ثابت کرنا خاص ملزوم کا اعمّ لازم کے ذریعہ سے ظاہر ترین مغالطہ ہے اور یہ غلط قبیح تر اور افضح تر اس کے ماننے والوں کی غلط کاری سے ہوتا ہے ۔

قرآن مجید در بلاغت و فصاحت و محتویاتش اعلیٰ ترین معجزات میباشد که ان عارفِ الٰہی و مصلحِ اعظم دینی و اجتماعی و مخبرِ از مغیبات خاتم انبیاء صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم در مقام تحدّی آورده است و دعوتش بر ضد ادیان و اخلاق و عادات و ریاست و سلطنت و اہواء ان مردم بوده است و ازاں فصحاےِ عالم کہ متخصّص در فصاحت و بارع در بلاغت و اہل لسان و خبُره و صاحبان سلطنت و صولت و اقتدار و ثروت بودند ہمیں قدر قانع شد کہ یک سوره نظیرِ قرآن را بیاورند تا اینکہ از دعواےِ خودش دست بردارد ان فصحاء نتوانستند و عاجز شدند و حاضر شدند بکشتہ شدن و اسارتِ عیال و اولاد و اضمحلالِ ثروت و سلطنت و عقائد شان و نتوانستند یک سوره نظیر قرآن را بیاورند تا محفوظ بمانند ہمیں عجز ایشان برہانِ بزرگے میباشد براے اثباتِ اعجازِ قرآنِ شریف بلکے اناں کہ اہل لسان و خبره بودند فہمیدند و شناختند فصاحت و بلاغتِ خارج از حد طاقت بشر را انہا مانند غیر اہلِ لسان از مستشرقین اوروپا و متعربین سائر ممالک نبودند کہ نفہمیده تزویقِ الفاظ و تحسین عبارات و تنسیق کلمات را فصاحت و بلاغت پندارند نفہمیده اعتراضات نمایند شعر عجب نبود گر از قرآن نصیبش نیست جز حرفی۔ کہ از خورشید

قرآن مجید اپنی بلاغت اور فصاحت اور مضامین کے اعتبار سے اعلیٰ ترین معجزہ ہے کہ اس خدا شناس اور مصلح اعظم دینی اور مخبر حالات غیب خاتم انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام مقابلہ میں پیش کیا ہے اور اُس کی دعوت برخلاف دینوں اور اخلاقوں اور عادتوں اور ریاستوں اور سلطنتوں اور ہوا ہائے نفس اُن آدمیوں کے رہی ہے اور اُن فصیحان عالم سے جو کہ فصاحت میں مخصوص تھے اور بلاغت میں بڑھے ہوئے تھے اور اہل زبان اور صاحبان علم کامل اور صاحبان سلطنت اور صولت اور اقتدار اور ثروت تھے صرف اسی قدر پر قناعت کی کہ ایک سورہ نظیر قرآن کا لادیں تاکہ آپ اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں فصحا نہیں لا سکے اور عاجز ہو گئے اور مارے جانے کو اور عیال و اطفال کے قید ہونے کو اور دولتمندی اور سلطنت اور اپنے عقاید کے مضمحل ہونے کو قبول کیا اور ایک سورہ مثل قرآن کے پیش نہ کر سکے تاکہ محفوظ رہتے پس یہی اُنکی عاجزی اعجاز قرآن شریف کے ثبوت میں دلیل بزرگ ہے۔ ہاں وہ لوگ جو اہل لسان اور عالمان کامل تھے سمجھ گئے اور جان گئے کہ یہ فصاحت اور بلاغت حد طاقت بشر سے خارج ہے وہ لوگ غیر اہل زبان مستشرقین یوروپ اور تمام ممالک کے عربی دانوں کی مانند نہ تھے کہ بغیر سمجھے ہوئے الفاظ کی ملمع کاری خوبی عبارات ترتیب کلمات کو فصاحت اور بلاغت تصور کرتے ہیں اور بلا سمجھے ہوئے اعتراض کرتے ہیں شعور نہیں حیرت کی جا قرآن سے کچھ بہرہ نہ ہوا اُنکو کس وجہ سے

جز گرمی نہ بیند چشم نابینا۔ انہا شاہسواران میدانِ فصاحت و بلاغت و انشاء کنندگانِ امثالِ معلقات سبعہ بودند دانستند کہ در موضوعاتِ سابیۂ موجودہ در قرآن شریف از انحاءِ حقایق وفنونِ معارف و انواعِ علوم و مغیبات باان نحواستقامتِ مسلک و اطرادِ مجری و مطابقتِ مقتضیاتِ احوال برائے بشر یک آیہ ممکن نیست بتواند نظیران را بگوید غزل و حماست ونسیب و مدح وتشبیب نہ بود تا کہ خیالات فصحاءِ عرب باندرجہ برسد۔ بایں جہت انہا در موقفِ حیرت و دہشت ایستادند از شدت مبہوتی از خارقیتش سحرش نا امید ند بعد تسلیم شدند چنانکہ سحرۂ فرعون چوں اہل خبرہ بودند از مشاہدۂ اعجازِ کلیم اللہ مبہوت و متحیّر شدند۔ بلے اہل لسان و اہلِ خبرہ فہمیدند و مبہوت شدند وقتیکہ دیدند کہ از ہمیں حروف بیست وہشتگانہ و از ہمیں کلمات مألوفہ و مؤتلفہ ازاں حروف قدرت خداوندی ترکیبے و تألیفے ایجاد نمودہ است بشر را قوۂ معارضہ ان نیست۔ لذا عاجز ماندند اگر یک آیہ در معارضہ گفتہ بودند تاریخ ان را ضبط میکرد۔

ایں نبی اعظم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم صاحب معجزاتِ عظمیٰ تعالیم و قوانین و احکامی از جانب حضرت ربّ العزۃ جلت عظمۃ

سوداگری کے اندھا کچھ نہیں پاتا۔ وہ عرب کے لوگ تو فصاحت اور
بلاغت کے میدان کے شہسوار اور سبعہ معلقہ سی نظموں کے لکھنے
والے تھے وہ سمجھ گئے تھے کہ اس طرح کی استقامت مسلک اور
روانی بیان اور مطابقت مقتضیات احوال کے ساتھ طرح طرح
کے حقایق اور فنون معارف اور قسم قسم کے علوم اور امور غیب کے متعلق
قرآن مجید کے بلند مضامین ہیں کہ ممکن نہیں ہے کہ انسان ایک آیہ
کی بھی نظیر لا سکے۔ غزل حماست (بہادری) توصیف زنان
مدح تشبیب نہ تھی تا کہ خیال فصحائے عرب اس درجہ تک پہنچتے
اس وجہ سے وہ مقام حیرت اور خوف میں کھڑے رہ گئے شدت مبہوتی
سے اور اس کی خارقیت سے سحر کہنے لگے اور بعدہ مان گئے جس
طرح پر فرعون کے جادوگر جو بڑے بڑے کامل تھے اعجاز کلیم اللہ
کو دیکھ کر مبہوت اور متحیر ہو گئے۔ ہاں اہل لسان اور کاملین علم
سمجھ گئے اور مبہوت ہو گئے جس وقت انہوں نے دیکھا کہ انہیں
۲۸ حرفوں میں سے اور انہیں کلمات رائجہ اور مرکبہ حروف میں
سے قدرت خداوندی نے ایک ترکیب اور تالیف ایجاد کی ہے
بشر کو قوت اس کے مقابلہ کی نہیں ہے لہذا عاجز رہے اگر ایک
آیت بھی اس کے مقابل کہتے تو تاریخ میں لکھا ہوتا۔

یہ نبی اعظم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم صاحب معجزات عظمیٰ تعلیم
اور قوانین اور احکام حضرت ربّ العزّت جلّت عظمتہ،

آورده است که برائے عموم بشر در جمیع اقطار و امصار و امکنہ و ازمنہ تا قیام قیامت کافی است و بہمین جہتہ دین اسلام ناسخ جمیع ادیان و خاتم ادیان است ۔

ما تفصیلِ فلسفۂ دیانت و سرِ طبیعی تجدد ادیان و سببِ عقلیِ خاتمیتِ دینِ اسلام را مفصلاً در رسالۂ مخصوصہ ذکر نمودہ ایم ایں مقام گنجائش بسط و تفصیل ندارد ۔

اجمالاً میگوئیم تعالیم و قوانین دینِ اسلام روی یک اساسِ متین و محکمی از حکمت بنا شدہ است کہ الی الأبد بہیچ وجہ رخنہ و تزعزع دراں ممکن نیست مبادی اسلام بالتمام مطابقِ عقلِ فطری عاری از شوائبِ اوہام است و مبنی می باشد بر اساسِ مستحکمِ حسن و قبح عقلے کہ ساری است در عموم بشر و ذوی العقول در جمیع ازمنہ و امکنہ و مبرا میباشد از کلیۂ خرافات اعتقادات و فاسداتِ عادات و مألوفاتِ عنصری و قومی ایں امتیاز براے ہیچ یک از ادیان و شرایع سماویہ حاصل نیست ۔ لہذا دعوت بسوی دینِ اسلام عمومی و ابدی شدہ است ۔

ف

ارکانِ تعالیمِ اسلام ۔ اول اقرار بصانع واحد و اعترا بمعاد است بطورے صریح و واضح مقرر شدہ است کہ مزید براں متصور و معقول نیست ۔ لہذا در توحید اصلاً

کی جانب سے لائے ہیں کہ عموم بشر کے لئے جمیع اقطار اور امصار اور امکنہ اور ازمنہ میں تا قیام قیامت کافی ہیں اور اسی وجہ سے دین اسلام تمام دینوں کا ناسخ ہے اور تمام دینوں کا خاتم ہے

ہم نے فلسفہ دیانت کی تفصیل اور تجدّد ادیان کا سبب عقلی خاتمیت دین اسلام کو مفصّلاً رسالہ مخصوصہ میں ذکر کیا ہے یہ مقام بسط اور تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا۔

اجمالاً یہ ہے کہ تعالیم اور قوانین دین اسلام ایک اساس مضبوط اور محکم حکمت پر مبنی ہیں کہ ابد تک کسی وجہ سے اس میں رخنہ اور جنبش ممکن نہیں مبادی اسلام تمامتر مطابق عقل فطری ہر شُبہ اور وہم سے خالی ہیں اور بنیاد مستحکم حسن اور قبح عقلی پر مبنی ہیں جو کہ عموم بشر اور ذوی العقول تمام زمانوں اور مقاموں میں جاری اور ساری ہے اور کلیہ خرافات اعتقادات اور فاسدات عادات اور عنصری اور قومی ملاوٹوں سے پاک ہے یہ امتیاز کسی ایک دین کے لئے دینوں میں سے اور شرایع میں سے کسی شرع سماویہ کو حاصل نہیں ہے لہذا دعوت طرف دین اسلام کے عمومی اور ابدی ہے۔

ارکان تعالیم اسلام یہ ہیں۔ اوّل اقرار صانع واحد کا اور اقرار قیامت کا ہے۔ یہ امور ایسے صریح اور واضح طریق کے ساتھ مقرر ہوئے ہیں کہ اس سے زیادہ متصور اور معقول نہیں ہیں۔ لہذا توحید میں ذرا

غموضی و شوائبی از حلول و اتحاد و تشبیہ و تعطیل و امثال انہا کہ در ادیان دیگر پیدا شدہ است نیست ۔

و در معاد مقدار ضروری کہ لازم لاینفکِ اقرار بصانع و تکالیف است مقرّر گردیدہ است ۔

صفات ذاتیّہ و صفات فعلیّہ در ذات احدیّت و نبوّت و امامت از اقسام این رکن می باشند کہ برائے شرح این اجمال کتابہا ضرور است ۔

دوّم ۔ افعال بشری است کہ تعلق بنشاۃ آخرت دارد عبادات می باشند کہ ہر یکے ازاں عبادات مستقلاً از موجبات سعادت حقیقیہ و توجہات خضوعیِ ارواح و نفوس بسویِ عظمت مقام شامخ الوہیت و از اسبابِ استمرارِ تذکّرِ وظائفِ عبودیّت و رفضِ انغماس در علایقِ مادیّہ و بدنیّہ و یگانہ علاج منحصرِ مقتضیاتِ شہوات و غضب قوائے نفسیہ میباشد الصلوٰۃ معراج المؤمن (حدیث نبویؐ)

ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر (قرآن مجید)

احصاء اسرار عبادات و محسنات انہا را مجلدات ضخیمہ ضرورِ است کہ اقسام عدیدہ درین رکن و در رکن سیّم مندرج می باشد کہ در کتبِ فقہیہ و دینیہ کاملاً بیان شدہ اند ۔

بھی شک و شبہ حلول اور اتحاد اور تشبیہہ اور تعطیل کا اور مثل ان کے جو دوسرے دینوں میں پیدا ہوگیا ہے نہیں ہے۔

اور معاد میں مقدار ضروری جو اقرار صانع حقیقی اور تکالیف کی لازم لاینفک ہے مقرر کردی گئی ہے۔

صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ ذات خدا میں اور نبوت اور امامت اسی رکن کے اقسام میں سے ہیں کہ اس اجمال کی شرح کے واسطے کتابیں چاہئیں۔

دوم افعال بشری ہیں جن کا تعلق عالم آخرت سے ہے وہ عبادتیں ہیں کہ ہر ایک اُن عبادتوں میں سے جو مستقل ہیں موجبات سعادت حقیقیہ اور توجہات خضوعی ارواح و نفوس عظمت الوہیت کے مقام بلند کی طرف اور یاد دائمی کے اسباب سے اور وظائف عبودیت اور علایق مادی اور بدنی میں غوطہ زنی سے بچنے کے لئے اور یگانہ علاج منحصر مقتضیات شہوات و غضب قوائے نفسانیہ ہوتا ہے (الصلوۃ معراج المؤمن)
(حدیث) ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (قرآن مجید)

عباوات کے اسرار اور خوبیوں کے شمار کرنے کو مجلدات ضخیمہ مطلوب ہیں کہ اقسام عدیدہ اس رکن کے اور رکن سیّم کے لکھے جائیں جو کہ کتب فقہیہ اور دینیہ میں کاملاً بیان ہوئے ہیں۔

ہفتم ۔ افعال بشری متعلق بانتظامِ امورِ مدنیّہ و تمدّنِ بشری و اصلاحِ احوالِ معاش است دین اسلام دراین موضوع دریائے بے پایانی است کہ مقتضیاتِ فطرت و طبیعت را کاملاً مرعی داشتہ قانونے برائے بشر وضع کردہ است کہ عقل و وہم بشر را ہیچ طمع مزید براں باقی نیست دینے از ادیانِ سماویّہ و قانونے از شرائع وضعیہ عشرِ معشارِ ہزارم آں را متکفل نیست اصولِ تساوی را در کلیّہ مرافقِ حیّویّہ و سائرِ حقوق و معاملات مابین عموم بشر از مسلم و غیر مسلم مقرر فرمودہ است ۔

محاسن و وضوحِ تعلیمات و قوانین اسلامی را کافی دانستہ طریقۂ دعوت را منحصر بنشرِ معارفِ اسلامی و حکومتِ عقلِ فطری فرمودہ لا اکراہ فی الدین را عنوان دعوت مقرر فرمودہ است ۔

جہادِ مفروض فقط بجہتہ رفع تعرضِ معاندین و مانعین از نشرِ دعوتِ اسلامی و برائے فتح طریقِ دعوت بود کہ متمکن شوند از نشرِ قوانینِ اسلام در اقطارِ عالم کہ منتظرِ ظہورِ اسلام بودند لہذا بعد از فتوحات احدے را مجبور باعتناق اسلام نفرمودہ اند تحصیل علوم را فریضہ عمومی قرار دادہ اند تہذیب اخلاق و تکمیل مکارم را اہم مقاصد و غایاتِ نبوتش مقرر فرمودہ

سیتم افعال بشری انتظام امور مدنیہ اور تمدن بشری اور اصلاح احوال معاش سے متعلق ہیں اور اس مقام میں دین اسلام دریائے بے پایاں ہے جس نے مقتضیات فطرت اور طبیعت کو کامل طور سے مرعی رکھ کر قانون بشر کے لئے وضع کر دیا ہے اور عقل اور وہم بشر کو کوئی خواہش اس سے زیادہ کی نہیں ہے ادیان سماویہ میں سے کوئی ایک بھی دین اور شرائع وضعیہ میں سے ایک شریعت بھی اُس کے ہزارویں حصہ کے دسویں حصہ کی بھی متکفل وضامن نہیں ہے۔ اصول مساوات کی بنا پر جملہ فوائد متعلق بحیات اور تمام حقوق اور معاملات درمیان عموم بشر مسلم وغیر مسلم مقرر فرما دیئے ہیں خوبیاں اور وضاحت تعلیمات اور قوانین اسلامی کو کافی جان کر طریقہ دعوت کو نشر معارف اسلامی اور حکومت عقل فطری پر منحصر فرما دیا ہے لا اکراہ فی الدین کو عنوان دعوت معین کیا ہے۔

جہاد جو فرض کیا گیا ہے وہ فقط رفع روک ٹوک معاندین اور مانعین نشر دعوت اسلامی کے لئے اور راہ دعوت کے کھل جانے کے لئے تھا تاکہ اقطار عالم میں جو کہ منتظر ظہور اسلام کے تھے قوانین اسلام کے نشر پر متمکن ہو جائیں لہذا بعد فتوحات کسی کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا اور تحصیل علوم کو فریضہ قرار دیا تہذیب اخلاق اور تکمیل مکارم کو اہم مقاصد اور آپ کی نبوت کے غایات مقرر فرمایا

است ـ زنگِ خرافات و اوہام را بصیقلِ توحید از الواحِ عقول زائل نمودہ است دین اسلام بشر را بسوے ترقیات روحی وجسدی وفکری سوق میدہد درہائے شرافت را بروی جمیع بشر کشودہ است بدون امتیاز عنصری وجنسی وصنفی ہر نفسی را در کلیۂ درجات کمالات و فضائل ذی حق قرار دادہ است میتواند در سایۂ سعی و کوشش ان را حائز شود بدین واسطہ علوِ ہمت و اعتمادِ بر نفس ومکارم سامیہ را در نفوسِ بشر ایجاد نمودہ است عموم افرادِ ملّت را باتّباع براہینِ متقنہ ودلائلِ محکمہ مأمور فرمودہ ہمہ جا عقلِ فطری را مخاطب وحاکم قرار دادہ است امر بمعروف و نہی از منکر را ایجاب وعالِ استمراری و دائمی برائے تخلیۂ عقولِ عمومِ ناس بمعارفِ حقہ وتعدیل وتہذیبِ اخلاق وردعِ از اخلاقِ رذیلہ وتکمیلِ سعادت دارین در ہر عصرے ودورے الے الأبد قرار دادہ است بعد از تبلیغ ایں دینِ کامل ومکمّل بنوعِ بشر خطاب الیوم اکملت لکم دینکم متوجہ فرمودہ است پس محتاج ہیچ مکمل نیست کالنّارِ علی المنار والشمس فی رابعۃ النہار میدرخشد حاجتے بہ بروز دہندۂ دیگر ندارد ـ

مادامیکہ عقلِ فطری در افرادِ بشر بحکم خلقت وغریزہ

ہے زنگ خرافات اور اوہام کو صیقل توحید کے ذریعہ سے
عقلوں کی تختیوں سے دھو ڈالا ہے۔ دین اسلام بشر کو
ترقیات روحی اور جسدی اور فکری کی طرف لے جاتا ہے
شرافت کے دروازوں کو جمیع بشر کے سامنے کھولتا ہے۔
بلا امتیاز عنصری اور جنسی اور صنفی ہر نفس کو تمام درجات
کمالات اور فضائل کیلئے حق دار قرار دیا ہے اور ہو سکتا ہے
کہ سعی اور کوشش کے سایہ میں ان پر قابض ہو جائے۔
اسی واسطے علو ہمت اور اعتماد بر نفس اور مکارم بزرگ
کو نفوس بشر میں ایجاد کیا ہے عموم افراد ملت کو براہین یقینی
اور دلائل محکمہ کے اتباع پر مامور فرمایا ہے ہر جگہ عقل فطری
کو مخاطب اور حاکم قرار دیا ہے امر معروف اور نہی منکر کو
ایجاب و عامل استمراری اور دائمی معارف حقہ سے عقول عموم
ناس کی آراستگی اور تعدیل اور تہذیب اخلاق اور پرہیز از
اخلاق رذیلہ اور سعادتِ دارین کی تکمیل کیلئے ہر عصر میں اور ہر
دور میں ابد تک قرار دیا ہے۔ اس دین کامل اور مکمل کی تبلیغ
کے بعد نوع بشر کو خطاب الیوم اکملت لکم دینکم کی طرف
متوجہ فرمایا ہے بس اب کسی مکمل کی حاجت نہیں ہے مانند نار
علے المنار اور مانند شمس فی رابعۃ النہار چمکتا ہے کسی دوسرے بروزِ ہند کی ضرورت نہیں۔
جب تک کہ عقل فطری افراد بشر میں بموجب خلقت کے

موجود است تعالیم اسلامی کہنہ و مضمحل نخواہد شد مجدّد
لازم نیست و چوں حضرت حق تعالےٰ این تعالیم را برائے
نوعِ بشر تا قیامِ قیامت کافی وضع فرمودہ است۔ لہذا
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را خاتم النّبییّٖن در قرآن
مجید ملقب و مخاطب فرمودہ است و بامرِ حق فرمودہ است
لا نبیّ بعدی پس ہیچ نحو نبوّت بعد از او صحیح نیست و
ہر مدعی نبوّت باید تکذیب شود علے الخصوص کسانے
کہ ادعاہائے متناقضہ نمودہ اند زیرا کہ ببداہت حکمِ
استقلالی عقلِ فطری تناقض باطل و محال است حتی
الذی یستلزم التضاد عصمنا اللہ تعالےٰ جمیعاً
من اتباع الہوی والتّقوّلِ علے اللہ تعالےٰ و وفّقنا
لمرضاتہ انہ ولیّ التّوفیق والسّلام علے من اتّبع الہدی

اور فطرت کے موجود ہے تعالیم اسلامی کہنہ اور مضمحل نہ ہونگے
اس لئے مجدد لازم نہیں ہے اور چونکہ حضرت حق تعالےٰ نے
ان تعالیم کو نوع بشر کے واسطہ تا قیام قیامت کافی وضع
فرما دیا ہے۔ لہٰذا رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو قرآن
میں خاتم النّبیین سے ملقب اور مخاطب فرمایا ہے اور امر
حق سے آپ نے فرمایا ہے لا نبی بعدی پس کسی نحو سے
نبوّت بعد آپ کے صحیح نہیں ہوتی اور چاہئے کہ ہر مدعی نبوت
کی تکذیب کی جائے علے الخصوص ان لوگوں کی جنہوں نے
ادعا ہائے متناقضہ کئے ہیں اس لئے بیداہت حکم استقلالی
عقل فطری تناقض باطل اور محال ہے حتی الذی یستلزمہ
التضاد عصمنا اللہ تعالے جمیعاً من اتباع الھوٰی والتّقوّل علے
اللہ تعالے ووفّقنا لمرضاتہ انہ ولّی التوفیق والسلام علے من اتبع الھدیٰ۔

---

(۲)

برہانِ امامت

محاضرۂ دوّم

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

سوال

در ظہور امام دوازدہم چہ می فرمائید تعیین وقت ظہور ایشاں شدہ است یا نہ - آیا ممکن است کسے ملاقات نماید ایشاں را در زمان غیبتش یا نہ -

جواب

چوں در خصوص امام دوازدہم علیہ السلام جناب

(۲)

برہانِ امامت

محاضرۂ دوّم

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

سوال

امام دوازدہمؑ کے ظہور کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ کے ظہور کا وقت مقرر ہے یا نہیں۔ آیا آپ کے زمانہ غیبت میں کسی کی آپ سے ملاقات ممکن ہے یا نہیں۔

جواب

چونکہ امام دوازدہم علیہ السلام کے بارہ میں خاص کر جناب

سید محمد علی جعفری صاحب و جناب حاج سید عبد اللہ رضوی صاحب و بعض دیگر از محترمین سوالاتے نمودہ اند در توضیح جواب از جمیع سؤالات لازمست بیان امامت بطور اختصار و اقتصار بدلیل عقلی پس لابدمی باشم از اشارہ بچند مطلب ۔

مطلب اوّل

موضوعِ ہر مسئلۂ از مسائل و ہر قضیۂ از قضایا یک درجہ و مرتبہ معینۂ از علمے دارد کہ تقدیم آن مسئلہ بر مسائل سابقہ برا و موجب اختلال بحث دراو میشود و ہر علمے در مرتبہ مخصوصۂ نسبت بعلوم دیگر مقرر است کہ مبادیِ مسائلِ علم متأخر ولاحق در علوم سابقہ براو باید معلوم و اثبات شدہ باشد پس باید مبادی ہرِ مسئلہ و مسائل سابقہ براو قبل از بحث ازاں مسئلہ مسلّم بودہ باشد و موردِ ہیچ اعتراضے نباشد ۔ فعلی ہذا مرتبہ مسئلۂ امامت کہ بعد از توحید و عدل و نبوّت است ۔ بادلۂ قطعیہ و براہین عقلیہ ثابت و محقق شدہ است کہ صانع این عالم حادث خداے واحد قادر عالم عادل حکیم غنی مرید طاعات کارہ معاصی می باشد و محالست صدور قبیح و اخلال بالطاف واجبہ از خداوند حکیم متعال جلّت عظمتہ ۔

سید محمد علی جعفری صاحب و جناب حاج سید عبد اللہ رضوی صاحب اور بعض اور محترمین نے سوالات کئے ہیں جواب کی توضیح میں تمام سوالات کے جواب لازم ہیں اختصار اور اقتصار کے ساتھ اور دلیل عقلی سے پس لا بد چند مطالب کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

مطلب اوّل

مسائل میں سے ہر مسئلہ اور قضایا میں سے ہر قضیہ کا موضوع ایک درجہ اور مرتبہ معینہ کسی علم سے رکھتا ہے کہ پہلے بیان کر دینا اُس مسئلہ کا مسائل سابقہ سے بحث میں خلل پڑ جانے کا موجب ہو جاتا ہے اور ہر ایک علم اپنے مرتبہ مخصوصہ میں دوسرے علموں کے ساتھ مقرر ہے کہ علم متاخر اور لاحق کے مسایل کے مبادی پہلے علوم میں قبل اس کے کہ اس مسئلہ میں بحث کی جائے طے ہو چکے ہوں اور کسی اعتراض کے وارد ہونے کا محل باقی نہ رہے۔ پس علیٰ ہذا القیاس مرتبہ مسئلہ امامت کا ہو بعد از توحید اور عدل اور نبوت ہے قطعی دلیلوں اور عقلیہ برہانوں سے ثابت اور تحقیق ہو چکا ہے کہ اس عالم حادث کا صانع خدائے واحد قادر عالم عادل حکیم غنی مرید طاعات کا اور معاصی سے کراہت کرنے والا ہے اور قبیح امور کا صادر ہونا اور الطاف واجبہ خداوند حکیم متعال جلّت عظمتہ میں خلل پڑنا محال ہے۔

ایضاً مبرهن شده است که تکالیفی که از روے حکمت بواسطۂ انبیاء عظام و کتب مقدسۂ سماویہ بر بندگانش مقرر فرموده است صرف بجهۃ اکمال احسانست برآنها و براے اتمام نعمت و اکمال ادیان و شرایع مبعوث فرموده است حضرت محمدؐ بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلّم را بر جمیع بشر و جن و انس با قرآن و شریعتے که ناسخ جمیع ادیانست و باقی خواہد ماند تا قیام قیامت و علت غائیٔ خلقت عالم و آدم معرفت و عبادتست و اعلے ترین درجات معرفت و کامل ترین مراتب عبادت درین شرع محمدیؐ و دین اسلام ابدی است و این نبی اکرمؐ خاتم جمیع انبیاءؑ است و متصف بعصمت و جمیع صفات محموده و خصائل حمیده و مکارم سامیہ و مبرّا از جمیع عیوب منفرّه خَلقاً و خُلقاً اصلاً و فرعاً می باشد۔

این مبادی و مسائل را باید مسلم دانسته بعد ازاں در امامت گفتگو نمود۔ اگر کسے در یکے از مطالب مذکوره تردیدے داشته باشد مذاکره و مناظره با او در امامت بیهوده و لغو خواہد بود باید با او مذاکره را در مورد تردیدش قرار داد و بعد از رفع تردیدش در امامت با او گفتگو کرد۔

اسی طرح سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ تکلیفیں جو از روی حکمت انبیاء عظام اور کتب مقدسہ آسمانی کے ذریعہ سے بندوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں وہ صرف ان پر احسان پورا کرنے کو مقرر کی ہیں۔ اور اتمام نعمت اور دینوں اور شریعتوں کے پورا کرنے کو حضرت محمدؐ بن عبداللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو تمام بشر و جن وانس کے لئے مع قرآن اور شریعت کے جو تمام دینوں کا ناسخ ہے اور قیام قیامت تک باقی رہے گا مبعوث فرمایا ہے اور علت غائی خلقت عالم و آدم معرفت اور عبادت ہے اور اعلےٰ ترین درجہ معرفت اور کامل ترین مرتبہ عبادت کا اس شرع محمدی میں اور دین اسلام میں ابدی ہے اور یہ نبی اکرمؐ تمام انبیا کا خاتم ہے اور عصمت اور جمیع صفات محمودہ اور خصائل حمیدہ اور مکارم سامیہ سے منصف ہے۔ اور جملہ عیوب منفّرہ سے خَلقاً وخُلقاً و اصلاً و فرعاً پاک ہے۔

ان مبادی اور مسائل کو مسلم مان کر امامت میں بحث ہو سکتی ہے اگر کوئی شخص مطالب مذکورہ میں سے کسی کی تردید کرتا ہو تو مذاکرہ اور مناظرہ امامت میں بیہودہ اور لغو ہوگا چاہیئے کہ اس کے ساتھ جس کی وہ تردید کرے اس میں مذاکرہ قرار پائے اور اُس کی تردید کے دور ہو جانے کے بعد امامت میں گفتگو کرنی چاہیئے۔

مطلب دوّم

در علم کلام و علم اصولوجیا (الٰہی بمعنی اخص) ثابت و مبرہن شدہ است کہ نقض غرض قبیح است بر حکیم و بحکم استقلالی عقل فطری صدور قبیح و اخلال بالطاف واجبہ از حکیم محال است۔

پس بعد از اینکہ در مطلب سابق معلوم شد وجوب اعتقاد باینکہ خداوند حکیم علی الاطلاق حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را بر عموم بشر مبعوث فرمودہ است (وما ارسلناک الا کافۃ للناس) سورہ سبا (۲۸) و بر جن (اجیبوا داعی اللہ) سورہ احقاف (۳۰) و او را خاتم جمیع انبیاء قرار دادہ است قرآنش را ناسخ جمیع کتب سماویہ نمودہ است دینش را ناسخ جمیع ادیان مقرر فرمودہ است و علت غائی از خلقت عالم و آدم معرفت است ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذاریات) (۵۶) اے لیعرفون و بجہتہ احسان بر بشر شرایع و ادیان را فرستادہ است و علت غائی برائے جمیع آنہا و اہم مقاصد الہیہ دوام شریعت محمدیہ و بقاء دین اسلام مکمل تا قیام قیامت می باشد حلال محمدؐ حلال الی یوم القیامہ و حرام محمدؐ حرام الی یوم القیٰمہ حدیث نبوی پس ہر چیزیکہ بقائے دین اسلام الی الابد و محفوظ ماندنش از تحریف و

مطلب دوّم

علم کلام اور علم اصولوجیا (الٰہی بمعنی اخص) ہیں ثابت اور ظاہر ہوگیا ہے کہ حکیم کے لئے نقض غرض قبیح ہے اور عقل فطری مستقل کے مطابق قبیح فعل کا صادر ہونا اور الطاف واجبہ ہیں خلل پڑنا حکیم سے محال ہے۔

پس بعد اس کے کہ مطلب سابق ہیں معلوم ہوا اس اعتقاد کا واجب ہونا کہ خداوند حکیم علے الاطلاق نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عوام بشر کے واسطے (ما ارسلناک الّا کافۃ للنّاس سورہ سبا ۲۸) اور جن کے واسطے (اجیبوا داعی اللہ سورہ احقاف ۳۱) مبعوث فرمایا ہے اور آپ کو تمام انبیا کا خاتم قرار دیا ہے قرآن کو ناسخ جمیع کتب سماویہ کا کیا ہے) اور آپ کے دین کو ناسخ تمام دینوں کا قرار دیا ہے اور علت غائی عالم اور آدم کی معرفت ہے (ما خلقت الجن والانس الّا لیعبدون سورہ الذاریات ۵۶ یعنی لیعرفون) اور احسان کی وجہ سے بشر پر شریعتوں اور دینوں کو بھیجا ہے اور علت غائی ان سب کے لئے اور اہم مقاصد الٰہیہ شریعت محمدیہ اور دین اسلام مکمل کی بقا تا قیام قیامت ہے۔

(حلال محمدؐ تا قیامت حلال اور حرام محمدؐ یوم قیام تک حرام حدیث نبوی) پس ہر وہ چیز کہ جس سے دین اسلام کا ابد تک باقی رہنا اور

تبدیل و تغییر با و موقوف بوده باشد لازم است خداوند حکیم آں را مہیا و مقرر فرماید اگر نکند نقض غرض نموده است و نقض غرض قبیح و محال است از خداوند حکیم متعال

مطلب سیّم

چنانچه بعث حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلّم بر خداوند تعالےٰ لازم و واجب بود برائے تبلیغ دین اسلام بجہۃ مصالح ابدیہ و دائمیہ بشر ہم چنیں لازم و ضروری است باید خداوند تعالےٰ جمیع لوازم حفظ آن قانون الٰہی را تا قیام قیامت مقرر فرموده باشد بطوریکہ ہیچ تغییرے و تبدیلے و تحریفے در دین و قرآن مجید الے الأبد واقع نشود و اگر خداوند تعالےٰ منصوب و معیّن نفرموده باشد یک شخص لایقے را کہ محافظت نماید بعد از رحلت رسول اکرم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلّم ان قانون الٰہی را کہ علت غائی خلقتِ عالم و آدم و نتیجہ بعثت جمیع انبیاء و تشریع شرایع سابقہ است و آن دین ابدی و قانون الٰہی را بخود بشر واگذار فرموده باشد کہ انچه آراء و اہواء و اوہام و اجتہادات آنہا مقتضی شود بدلخواه خود شان در دین مبین عمل نمایند البتہ بالبدیہۃ ایں وضع سبب تحریف و تغییر و تبدیل دران دین و قانون الٰہی میشود کہ بمرور اعصار و تقلب

تحریف اور تبدیل اور تغییر سے اس الٰہی تو تخہ سے محفوظ رہنا موقوف ہو لازم ہے کہ خداوند حکیم اس کو مہیا اور مقرر فرمائے اگر نہ کرے تو نقض غرض کی ہے اور نقض غرض قبیح اور محال ہے خداوند متعال سے

مطلب سیّم

چنانچہ بعثت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تعالے پر لازم اور بغرض تبلیغ دین اسلام واسطے مصالح ابدیہ و دائمیۂ بشر کے واجب تھا اسی طرح پر لازم اور ضروری ہے کہ خداوند تعالے نے جملہ لوازم حفاظت کو اس قانون الٰہی کے لئے تا قیام قیامت مقرر فرمایا ہو اس طور پر کہ کوئی تغییر اور تبدیلی اور کوئی تحریف دین اور قرآن مجید میں ابد تک واقع نہ ہو ۔ اور اگر خداوند تعالے نے ایک شخص لائق کو منصوب اور معین نہ کیا ہو کہ محافظت بعد از رحلت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قانون الٰہی کی کرے جو کہ علت غائی خلقتِ عالم اور آدم اور نتیجہ بعثت جمیع انبیاء اور تشریع شرایع سابقہ کی ہے اور اس دین ابدی اور قانون الٰہی کو خود بشر کے ذمہ چھوڑ دیا ہو کہ جو کچھ ان کی رائے اور خواہش اور وہم اور اجتہاد ان کے چاہیں اپنے دل کی مرضی سے دین مبین میں عمل کریں البتہ بالبدیہۃ یہ طریقہ تحریف اور تغییر اور تبدیل اس دین اور قانون الٰہی کا سبب ہو جائے گا کہ زمانے کے گذرنے اور

احوال مضمحل و نابود میگردد و اگر باقی بماند فقط اسم بے مسمّٰی میماند و بالاخرۃ بکفر منجرّ و منتهی گردد و این نقض غرض است که از حکیم متعال قبیح و محال است (وما کان اللہ لیضلّ قوماً بعد اذ ہدیٰہم حتّٰی یبیّن لہم ما یتّقون توبہ ۱۱۵) (ولا یرضٰی لعبادہ الکفر زمر ۷)

پس ممکن نیست بقاے شریعت بدون نصب امام از جانب خداے تعالےٰ زیراکہ نقض غرض و محال لازم آید وہم چنیں ممکن نیست تعیین امام را بخود بشر واگذارد و محوّل فرمودہ باشد زیراکہ باز مستلزم نقض غرض و محال میشود بسبب اینکہ امام باید متصف باشد باوصافے کہ ذکر خواہیم کرد وظیفہ امامت بدون اتصاف امام بان اوصاف حاصل نہ میشود پس غیر عالم السرّ والخفیات را ممکن نیست تعیین او ۔ ممکن است مردم یکنفر خائن وغیر لائق را انتخاب نمایند باز نقض غرض الٰہی میشود و باید بحکم جہات مذکورہ براۓ ان امام نیز اوصیاء ائمہ بہمان اوصاف از جانب خداوند حکیم متعال نصب و تعیین و معرفی شود تا قیام قیامت مادامیکہ تکالیف دینیۂ اسلام در عالم باقی و مطلوب میباشد زیراکہ اگر یک عصرے از امام منصوب خالی شود نقض

حالات کی تبدیلیوں سے مضمحل اور نابود ہو جائے گا اور اگر باقی
رہے گا تو اسم بے مسمیٰ باقی رہیگا اور بالآخر کفر کی طرف منجر اور منتہی
ہو جاوے گا اور یہ نقض غرض ہے کہ حکیم متعال سے قبیح اور محال
ہے (وما کان اللہ لیضل قوماً بعد اذ ھدیٰھم حتیٰ یبیّن لھم ما یتقون
توبہ ۱۱۵) اور (لا یرضیٰ لعبادہ الکفر سورہ زمر ۷)
پس بدون نصب امام خدائے تعالےٰ کی طرف سے بقائے
شریعت ممکن نہیں ہے کیونکہ نقض غرض اور محال لازم آتا ہے اور
اسی طرح پر ممکن نہیں ہے کہ تقرر امام کا خود بشر پر چھوڑ دے
اور اس پر محوّل کر دے کیونکہ پھر نقض غرض اور محال لازم آتا
ہے۔ اس سبب سے کہ امام ایسے اوصاف سے متصف ہونا
چاہئے کہ جنکا ہم ذکر کرینگے امامت کا کام بدون ایسی صفتوں کے
امام کے حاصل نہیں ہوتا پس سوائے عالم سرّ و خفیات کے
اس کا تعیین ممکن نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ لوگ ایک نفر خائن غیر
لایق کو انتخاب کر دیں پھر نقض غرض الٰہی واقع ہوگی اور جہات
مذکورہ کی بنا پر اس امام کے وصی بھی انہیں اوصاف والے
خداوند حکیم متعال کی جانب سے نصب اور تعیین اور
معرفی کئے جائیں تا قیام قیامت جب تک تکالیف
دینیہ اسلام عالم میں باقی اور مطلوب ہوں کیونکہ
اگر ایک زمانہ امام منصوب سے خالی ہو تو نقض

غرض حکیم و محال لازم میآید۔

مطلب چہارم

بمفاد نص صریح آیہ مبارکہ (ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ہن ام الکتاب واُخر متشابہات فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ ومایعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم الی آخر الآیہ آل عمران (۷)

قرآن مجید مشتمل است بر محکمات[۱] و متشابہات ونیز مشتمل است بر ناسخ[۲] و منسوخ و عام[۳] و خاص[۴] و مجمل[۵] و مبین ومطلق ومقید ومقدم[۶] و مؤخر و منقطع[۷] معطوف و منقطع[۸] غیر معطوف ولفظ[۹] عام با ارادۂ خصوص ولفظ خاص با ارادۂ عموم ولفظ[۱۰] جمع بمعنی واحد ولفظ[۱۲] واحد بمعنی جمع و وحرفے[۱۳] مکان حرفے و ماضی[۱۴] بمعنی مستقبل و نسخ[۱۵] نصف آیہ وابقای نصف دیگرش بحال عمل و آیات[۱۶] مختلفۃ اللفظ متحدہ المعنی و آیات[۱۷] متفقۃ اللفظ ومختلفۃ المعنی و ترخیص[۱۸] لازم الاخذ بعد از عزیمہ و ترخیص[۱۹] بالاختیار و متحد[۲۰] التاویل والتنزیل ومختلف[۲۱] التاویل والتنزیل ورد[۲۲] بر زنادقہ وملحدین[۲۳] و دہریہ[۲۴] وثنویہ[۲۵] وقدریہ[۲۶] ومجبرہ[۲۷] وعَبَدۂ[۲۸] اوثان و یہود[۲۹] و واحتجاج[۳۰] بر نصاری و آیات[۳۱] متضمنہ بیان صفات حق تعالے والواب[۳۲] معانی ایمان و شرائع[۳۳] اسلام و فرائض[۳۴] احکام

غرض حکیم اور محال لازم آتا ہے۔

مطلب چہارم

آیہ مبارکہ نص صریح مندرجہ ذیل کی بنا پر (ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھنّ ام الکتاب واُخر متشابہات فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبّعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللّٰہ والرّاسخون فی العلم الی آخر الآیہ آل عمران (۷)

قرآن مجید محکمات[۱] اور متشابہات اور نیز ناسخ[۲] و منسوخ وعام[۳] وخاص ومجمل[۴] ومبین ومطلق[۵] ومقید ومقدم[۶] ومؤخر[۷] ومنقطع معطوف ومنقطع[۸] غیر معطوف ولفظ[۹] عام بارادہ خصوص و لفظ[۱۰] خاص بارادہ عموم ولفظ[۱۱] جمع بمعنی واحد ولفظ[۱۲] واحد بمعنی جمع وحرف[۱۳] مکان حرفے وماضی[۱۴] بمعنی مستقبل ونسخ[۱۵] نصف آیہ وابقائے نصف دیگر بحال عمل وآیات[۱۶] مختلفۃ اللفظ متحدہ المعنی وآیات[۱۷] متفقۃ اللفظ ومختلفۃ المعنی وترخیص[۱۸] لازم الاخذ بعد عزیمہ وترخیص[۱۹] بالاختیار ومتحد[۲۰] التاویل والتنزیل ومختلف[۲۱] التاویل والتنزیل وردّ[۲۲] زنادقہ وملحدین[۲۳] ودہریہ[۲۴] وثنویہ[۲۵] وقدریہ[۲۶] و مجبرہ[۲۷] وعَبَدۂ[۲۸] اوثان ویہود[۲۹] و احتجاج[۳۰] بر نصاریٰ و آیات[۳۱] متضمنہ بیان صفات حق تعالےٰ و ابواب[۳۲] معانی ایمان شرائع[۳۳] اسلام وفرائض[۳۴] احکام

و اخبار انبیاء و امم و علم قضا و قدر و غیر ذلک من الأقسام الکثیرہ ۔

و واضح است کہ فہمیدن امور مذکورہ از قرآن مجید بدون بیان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ راسخین در علم جانشینان او علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے سائر مردم ممکن نیست ۔ و لہٰذا فرقِ ضالہ و اصحاب مذاہب باطلہ متخالفہ ہر یکے بآیۂ از قرآن مجید استدلال نمودہ اند حتیٰ مجسمین زیرا کہ جاہل بودند بر معانی و مقاصد قرآن شریف وصاحبان اہواء باطلہ بودند ۔ پس معلوم شد کہ وجود قرآن مجید وشریعت محمدیہ در میان ناس بدون وجود یک شخصے کہ عالم بودہ باشد باسرار نبوت و علوم نبویہ و مقاصد الٰہیہ و اسرار آیات قرآنیہ و مبہمات و مجملات و جمیع احکام موضوعات موجودہ و موضوعات متجددہ الی یوم القیٰمۃ بتعلیم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وتعیین ونصب او و اوصیاء او از جانب حکیم متعال واحداً بعد واحدٍ کفایت نمیکند بر بقاء و دوام دین اسلام تا آخر دنیا بالبدیہۃ و دفع نقض غرض نمی کند ۔

جمیع مدت نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

و اخبار[35] انبیاء و امم و علم[36] قضا و قدر و غیر ذلک من الاقسام الکثیرہ پر مشتمل ہے۔

اور واضح ہے کہ سمجھنا امور مذکورہ کا قرآن مجید میں بدون بیان رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلّم وائمۃ راسخین درعلم جو آپ کے جانشین ہیں علیہم الصلٰوۃ والسلام تمام آدمیوں کے لئے ممکن نہیں اور اسی واسطے گمراہ فرقے اور باطل متخالف مذہبوں کے اصحاب ہر ایک قرآن مجید کی کسی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں یہانتک کہ مجسّمہ بھی کیونکہ وہ معانی اور مقاصد قرآن شریف سے جاہل اور باطل خواہشوں کے مالک تھے پس معلوم ہوا کہ وجود قرآن مجید کا اور شریعت محمدیّہ کا آدمیوں کے درمیان بغیر وجود ایک ایسے شخص کے جو کہ اسرار نبوت اور علوم نبوی اور مقاصد الہیّہ اور اسرار آیات قرانیّہ اور مبہمات اور مجملات اور تمام موضوعات موجودہ کے اور موضوعاتِ متجدّدہ تا یوم القیٰمۃ کے جملہ احکام کا عالم ہو بذریعہ تعلیم رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلّم کے اور اُس کا تعیین اور نصب اور اس کے اوصیا کا تعیین اور نصب خدائے حکیم متعال کی جانب سے ایک کے بعد ایک ہوا ہو بقاء اور دوام دین اسلام کے لئے آخر دنیا تک بالبداہۃ کافی نہیں اور دفع نقض غرض نہیں کرتا۔

کل مدت نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ والہ وسلّم

بعد از بعثت بیست[۲۳] و سہ سال می باشد و دوازدہ سال در مکّہ معظمہ۔ با قلت مسلمین و گرفتاریہاے فوق العادہ ہنوز اکمال دین و شریعت و اتمام نزول قرآن مجید نشدہ بود و غالباً عمل بآیات منسوخہ بود ہنوز ناسخ اغلب آنہا نازل نشدہ بود واضح است کہ در مکّہ معظمہ اکمال دین و بیان کلیہ اسرار شریعت و قرآن مبین نشدہ است۔ یازدہ سال بعد از ہجرت در مدینہ طیبہ با آں ہمہ گرفتاریہا بحروب و اصلاحات وغیر ذلک وقت کافی نہ بود باینکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بالمباشرہ جمیع احکام دین و اسرار مذکورہ را بجمیع ناس تبلیغ بفرمایند پس لزوماً بحکم براہین مذکورہ در مطالب سابقہ ہمہ اسرار و احکام را در نزد وصی و جانشین خودش بامر خدائے تعالےٰ ایداع فرمودہ و معرفی نمودہ است۔

بلے در صورتیکہ بعد از رحلت رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اکابر امراء صحابہ مسائل قطع سارق و میراث جدّہ و حکم کلالہ و آیہ مغالات در مہور نساء و معانی الفاظ بسیط و آسان قرآن مجید را ندانستند چنانچہ در احادیث و تواریخ معتبرہ ثابت است آیا معقول است کسے ادعا نماید کہ تبلیغ کامل شدہ بود و حاجتے بامام منصوب از جانب

بعثت کے بعد بیست و سہ سال ہوتی ہے اور بارہ برس مکہ معظمہ میں جہاں مسلمین کی قلت تھی اور فوق العادہ مصیبتوں کا سامنا اور ابھی اکمال دین و شریعت نہیں ہونے پایا اور نزول قرآن مجید تمام نہیں ہوا تھا۔ اور غالباً عمل آیات منسوخہ پر ہوتا تھا اور ابھی ان میں سے بہت سی آیتوں کی ناسخ آیات نازل نہیں ہوئی تھیں واضح ہے کہ مکہ معظمہ میں اکمال دین اور بیان کلیہ اسرار شریعت و قرآن مبین نہیں ہوا تھا ہجرت کے گیارہ برس کے بعد مدینہ طیبہ میں لڑائیوں اور اصلاحات وغیرہ کی تمام مصروفیتوں کی وجہ سے اس کے لئے کافی وقت نہ تھا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود مشغول ہو کر تمام احکام دین اور اسرار مذکورہ آدمیوں کو جمع کر کے پہنچائیں پس لازماً براہین مذکورہ کی بنا پر جو مطالب سابقہ میں بیان ہوئے جملہ اسرار اور احکام اپنے وصی اور جانشین کو خدائے تعالے کے حکم کے مطابق ظاہر فرما دیئے اور پہنچوا دئے

ہاں۔ اس صورت میں کہ بعد از رحلت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے امرای صحابہ قطع سارق اور میراث جدہ اور حکم کلالہ اور آیہ مغالات از مہور نساء اور معانی الفاظ بسیطہ و آسان قرآن مجید کو نہ جانتے تھے جیسا کہ احادیث معتبرہ اور تواریخ سے ثابت ہے تو کیا یہ بات معقول ہے کہ کوئی دعوے کرے کہ تبلیغ کامل ہو گئی تھی اور حاجت امام منصوب کی خدا اور رسول کی جانب

خدا و رسولش نہ بود ۔

اگر کتاب اللہ کافی بود و احتیاجی بامام منصوب از جانب خدا و رسولش برائے بیان و تفسیر قرآن نہ بود پس چہ گونہ آں اختلافات عظیمہ نسبت بقرآن مجید و آیات قرانیہ بعد از رحلت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در اقل مدتے پیدا شد در عہد حضرت عثمان اختلاف بحدے رسیدہ بود کہ اگر کسے آیۂ از قرآن مجید را برائے سائل تلاوت میکرد سائل و سامع میگفت من کافر ہستم بایں لہٰذا حضرت عثمان مجبور شد امر نمود قرآن را بکتابت زید ابن ثابت و املاء سعید ابن العاص الأموی و مساعدت مالک ابن ابی عامر و کثیر ابن افلح و انس بن مالک جمع نمودند و سائر نسخہ ہای قرآن مجید را از صحف و صحائف با تمام سوزانیدند ۔ در تفسیر اتقان و در کتاب الدر المنثور روایت نمودہ است قرآن را بعد از جمع بنظر حضرت عثمان رسانیدند (فنظر فیہ فقال احسنتم واجملتم اریٰ فیہ شیئاً من لحن سیقیمہ العرب بالسنتہا)

ابن خلکان در ترجمہ حجاج نقل کردہ است ناس بعد از جمع حضرت عثمان قرآن را میخواندند لیکن بعد از چہل و چند سال در ایام عبد الملک مروان باز تصحیف قرآن زیاد شد قرآن مجید کہ اہم معجزات نبویہ است فصحاء و بلغاء عرب

سے نہ تھی ۔

اگر کتاب اللہ کافی تھی اور کوئی احتیاج نصب امام کی خدا و رسول کی جانب سے بیان و تفسیر قرآن کے لئے نہ تھی پس کیونکر وہ اختلافات عظیمہ قرآن اور آیات قرانیہ میں بعد رحلت رسول اکرم تھوڑی مدت میں پیدا ہو گئے حضرت عثمان کے عہد میں اختلاف اس درجہ ہو گیا تھا کہ اگر کوئی آیہ قرآن مجید کو کسی سائل کے واسطے پڑھتا تھا تو وہ سائل اور سامع کہتا تھا ۔ میں تو اس سے منکر ہوں ۔ پس حضرت عثمان پر لازم ہوا حکم دے دیا قرآن زید ابن ثابت کی کتابت سعید ابن عاص الاموی کے املا مالک ابن ابی عامر اور کثیر ابن افلح اور انس ابن مالک کی مدد سے جمع کیا اور جملہ نسخہ ہائے قرآن خواہ بصورت اوراق خواہ بصورت کُتب بالتمام جلا دیئے ۔

تفسیر اتقان اور کتاب درّ منثور میں روایت ہے کہ قرآن کو جمع کرنے کے بعد حضرت عثمان کی نظر سے گذرانا ۔ حضرت عثمان نے مصحف قرآن میں نظر کی کہا کہ تم کو شاباش ہو تم نے نیک کام کیا میں اس قرآن میں ایک چیز لحن اور غلط کو دیکھتا ہوں اس لحن اور غلط قرآن کو عرب اپنی زبان سے آخر میں درست کر لیں گے

ابن خلکان نے سوانح حجاج میں نقل کی ہے کہ لوگ حضرت عثمان کے جمع کرنے کے بعد قرآن پڑھا کرتے تھے لیکن چالیس اور چند سال کے بعد عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں تصحیف بہت ہو گئی

قرآن شریف جو معجزات نبویہ میں سب سے اہم ہے فصحاء و بلغاء عرب

از معارضہ اش بیکسورہ بلکہ بیک آیہ عاجز ماندند و تا قیام قیامت بقاے دین اسلام ببقاء قرآن مجید منوط خواہد بود آیا ملحون نازل شدہ بود۔ آیا خدا و رسولش تعدیل و تقویم قرآن مجید را محوّل نمودہ بودند بان عربہاے کہ میان خداوند خالق سمٰوات و ارضین و ما بینہما و میان اخشاب و احجار فرقے نگذاشتند و تمیز نمیدادند تا زمان بعثت رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم بت پرست بودند سنگہا را و چوبہا را تراشیدہ می پرستیدند حاشا و کلّا۔

بلے کار خداے تعالےٰ و برگزیدگان خدا را ہرگاہ سائر بشر متصدی شوند ہمیں طور ہا میشود علاوہ بر لحن معترفؔ بہ چہ قدر تقدیم و تأخیر مغیّر المعنی نیز ہست

مثال در ذکر قصہ احد (نساء ۱۰۴) ولا تھنوا فی ابتغاء القوم الےٰ آخر منتہم آیہ مذکورہ در (آل عمران ۱۴۰) ان یمسسکم قرح الیٰ آخر ذکر شدہ است ہر دو آیہ متصل بہم نازل شدند در معنی متصل بہم ہستند در تالیفِ قوم نصفش در سورہ نساۂ و نصفش در آل عمران نوشتہ شدہ است۔

مثال دیگر در سورہ (عنکبوت) بعد از آیہ (۱۷) آیہ (۲۴) متصل باو نازل شدہ است در تالیف قوم انفصال و تأخیر حاصل شدہ است شش آیہ درمیان آنہا بدون ہیچ ربط فاصلہ شدہ است۔

اس کے مقابل ایک سورہ بلکہ ایک آیہ لانے سے عاجز رہے
اور قیام قیامت تک دین اسلام کا بقا قرآن کے
بقا سے وابستہ رہے گا قرآن کیا لحن کے ساتھ نازل ہوا
تھا آیا خدا اور اس کے رسولؐ نے قرآن مجید کو تعدیل اور تقویم
کے لئے اُن عربوں کے حوالے کر دیا تھا جو کہ درمیان خداوند
خالق سموات وارضین اور جو کچھ بیچ میں ان کے ہے اور نیز درمیان
لکڑی اور پتھر کے کچھ فرق نہیں کرتے تھے اور تمیز نہیں رکھتے تھے اور تا زمان
بعثت رسول اکرمؐ بت پرست تھے پتھروں اور لکڑیوں کو تراش کر پوجتے تھے وکلا حاشا
ہاں خدائے تعالےٰ اور برگزیدگان خدا تعالےٰ کے کام کا سرانجام جب
سائر بشر کرنے لگیں تو اسی طور سے ہوا کرتا ہے علاوہ لحن کے جس کا اعتراف
ہے نیز کسقدر پہلے کی آیتیں پیچھے اور پیچھے کی پہلے جن سے معنی میں تغیر ہوگیا ہے موجود ہیں
مثال قصہ احد کے ذکر میں (نساء ۱۴۰) ولا تھنوا فی ابتغاء القوم
الی آخر متمم آیہ مذکورہ (آل عمران ۱۴۰) میں ان یمسسکم الی آخر آئی
ہے دونوں آیتیں متصل ساتھ ساتھ نازل ہوئیں اور معنی میں ساتھ
ساتھ ہیں اور قوم نے جو جمع کیں نصف سورہ نساء میں اور نصف
آل عمران میں لکھ دی ہے۔
مثال دیگر سورہ عنکبوت میں بعد آیہ (۱۷) آیہ (۲۴) ساتھ
ساتھ نازل ہوئی ہے اور قوم نے فاصلہ اور تاخیر کر دی ہے۔
ان کے درمیان چھ آیتیں بدون کسی ربط کے فاصلہ پر لکھدی ہیں

اختلاف دیگر از اختلافات حادثہ بعد از رحلت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم اختلاف قوم است در معنی حدیث (نزل القرآن علے سبعۃ احرف) سیوطی در تفسیر اتقان گفتہ است عدد اقوال مختلفۂ در معنی حدیث مذکور تا چہل رسیدہ است و ایں حدیث از طرف اہل سنت وجماعت از مشاہیر صحابہ نقل شدہ است مثل ابی بن کعب[1] انس بن مالک[2] حذیفہ ابن الیمان[3] معاذ بن جبل[4] ہشام بن حکیم[5] ابن بکرہ[6] ابو جہم[7] زید بن ارقم[8] سمرۃ بن جندب[9] سلیمان بن صرد[10] ابن عباس[11] ابن مسعود[12] عمر بن ابی سلمہ[13] عبد الرحمان بن عوف[14] حضرت عثمان[15] حضرت عمر[16] عمرو بن عاص[17] ابو سعید الخذری[18] ابو ہریرہ[19] ابو طلحۃ الانصاری[20]۔

لیکن بمقتضاے احادیث مستفیضہ از طرف شیعہ القرآن نزل بحرف واحد من عند الواحد صاحب جواہر الکلام علامہ شیخ محمد حسن قدس سرّہ فرمودہ است ضروری مذہب ما اینست القرآن نزل بحرف واحد علے نبی واحد چنانچہ شیعہ از جہت معرفت محکمات ومتشابہات و سائر ما اشتمل علیہ القرآن من المذکورات ہم آسودہ ہستند زیرا کہ از باب مدینہ علوم نبویہ واوصیاء معصومین او ہمہ را تعلیم نمودہ اند۔

وہم چنیں از اختلاف قراءآت راحت ہستند

دوسرے اختلافات جو حادث ہوئے ہیں بعد وفات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ اختلاف معنی حدیث میں ہیں (انزل القرآن علے سبعۃ احرف) سیوطی نے تفسیر اتقان میں کہا ہے۔ عدد اقوال مختلفہ حدیث مذکور کے معانی میں چالیس تک پہنچتے ہیں اور یہ حدیث اہل سنت وجماعت کی طرف سے مشاہیر صحابہ سے نقل ہوئی ہے۔ مثل ابی بن کعب [1] انس بن مالک [2] حذیفہ بن الیمان [3] معاذ بن جبل [4] ہشام بن حکیم [5] ابن بکرہ [6] ابوجہم [7] زید بن ارقم [8] سمرۃ بن جندب [9] سلیمان ابن صرد [10] ابن عباس [11] ابن مسعود [12] عمر بن ابی سلمہ [13] عبد الرحمان بن عوف [14] حضرت عثمان [15] حضرت عمر [16] عمرو بن عاص [17] ابوسعید الخدری [18] ابوہریرہ [19] ابوطلحۃ الانصاری [20]۔

لیکن موافق احادیث کے جو شیعوں کی طرف سے پہنچی ہیں ایک یہ ہے کہ قرآن ایک طرح پر ایک خدا کے پاس سے نازل ہوا ہے صاحب جواہر الکلام علامہ محمد حسن قزوینی قدس سرّہ نے فرمایا ہے کہ ضروری مذہب ہمارا یہ ہے کہ قرآن ایک طرح پر خدائے واحد کے پاس سے نبی واحد کے پاس نازل ہوا ہے چنانچہ شیعہ بسبب معرفۃ محکمات و متشابہات و سائر ما اشتمل علیہ القرآن من المذکورات بھی آسودہ ہیں اس لئے کہ باب مدینہ علوم نبوّت اور اوصیاء معصومین نے سب کو سکھایا ہے۔

اور اسی طرح پر اختلاف قرأت کی طرف سے راحت میں ہیں

بحث اینکه قرائت اہلبیت علیہم السلام یکے است و آں نزد شیعہ معلوم است و بحکم اقرؤا کما یقرء الناس بایشان توسعہ دادہ شدہ است پس شیعہ ہیچ وجہ اختلافے و حیرتے در قرآن مجید مابین خود شان ندارند و قرآن مجید را حجت میدانند و بمفاد حدیث نبوی (انی تارک فیکم الثقلین ما تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض) بتفسیر اہل بیت علیہم السلام عمل می نمایند۔

پس کلیہ اختلافاتے کہ در ایں مطلب چہارم ذکر شدہ است راجع باہل سنت و جماعت است۔

اختلاف دیگر در قرآن مجید اختلاف قراء است۔

در قرائت از صحابہ و از تابعین مشاہیر قراء ہفت شخص از تابعین می باشند۔

۱ ۔ قاری مدینہ نافع بن عبدالرحمان

۲ ۔ قاری مکہ معظمہ عبداللہ ابن کثیر

۳ ۔ قراء کوفہ عاصم

۴ ۔ " حمزہ

۵ ۔ " کسائی

۶ ۔ قاری شام عبداللہ بن عامر

اسلئے کہ قرائت اہلبیت علیہم السلام کی ایک ہے اور شیعہ کو معلوم ہے اور موافق حکم (اقرؤا کما یقرء الناس) اُن کو وسعت دے دی گئی ہے پس شیعہ کسی وجہ سے کوئی اختلاف اور حیرت قرآن مجید میں اپنے درمیان نہیں رکھتے اور قرآن مجید کو حجت جانتے ہیں اور بمفاد حدیث (میں تمہارے درمیان دو چیزیں بہت سنگین اور عزیز باقی چھوڑتا ہوں خدا کی کتاب اور اپنی عترت اہلبیت۔ جبتک کہ تم قرآن اور میرے اہلبیت سے تمسک کروگے گمراہی میں نہ پڑوگے۔ قرآن اور میرے اہلبیت مفارقت نہیں کرینگے یہاں تک کہ دونوں باہم میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں آ) یعنی اہلبیت علیہم السلام [illegible]

پس کل اختلافات جن کا اس مطلب چہارم میں ذکر ہوا اہل سنت وجماعت سے متعلق ہیں۔

دیگر اختلاف قرآن مجید میں اختلاف قاریوں کا ہے۔ قرائت میں صحابہ میں سے اور تابعین میں سے مشہور قاری سات شخص ہیں جو تابعین میں سے ہیں۔

۱۔ قاری مدینہ نافع بن عبد الرحمان

۲۔ قاری مکہ معظمہ عبداللہ بن کثیر

۳۔ قراء کوفہ عاصم

۴۔ 〃 حمزہ

۵۔ 〃 کسائی

۶۔ قاری شام عبداللہ بن عامر

۷ - قاری بصره ابو عمر بن العلا

قرّاء غیر مشهور چهارده شخص بودند

۱ - در مدینه یزید بن قعقاع و شیبة بن نصاح

۲ - در مکّہ حمید بن قیس الأعرج و محمد بن محیصین

۳ - در کوفه یحییٰ بن وثاب و سلیمان الأعمش

۴ - در بصره عبد الله بن ابی اسحاق و عیسی بن عمر و عاصم الجحدری و یعقوب الحضرمی

۵ - در شام عطیة بن قیس الکلابی و اسمٰعیل بن عبد الله بن المهاجر یحییٰ بن حری الذماری و شریح بن یزید الحضرمی -

و از روات قرائت هر یکے از قرّاء سبعه مشهورین دو نفر مشهور شده اند - از عاصم ابو بکر بن عیاش و حفص ذکر اسامی بقیه موجب تطویل است -

اختلافات مغیّره المعانے از مشاهیر قرّاء مذکورین مستغنی از بیانست گاہے دو نفر راوی از یکے از قرّاءِ مشاهیر نیز اختلاف نموده اند لازمست فقط یک مثال ذکر نمائیم شاهد باشد بر اختلاف قرّاء سبعه و اختلاف دو راوی از یکے از انها سوره مائده (۷) یا ایها الذین امنو اذا قمتم الے الصلوة فاغسلوا وجوهکم و ایدیکم الے المرافق وامسحوا برؤسکم و

۷ ۔ قاری بصرہ ابو عمرو بن العلا

قاری غیر مشہور چودہ شخص تھے ۔

۱ ۔ مدینہ میں یزید بن قعقاع اور شیبۃ بن نصاح

۲ ۔ مکہ میں حمید بن قیس الأعرج اور محمد بن محیصین

۳ ۔ کوفہ میں یحییٰ بن وثاب و سلیمان الأعمش

۴ ۔ بصرہ میں عبداللہ بن ابی اسحاق اور عیسیٰ بن عمر اور عاصم الجحدری اور یعقوب الحضرمی ۔

۵ ۔ شام میں عطیۃ بن قیس الکلابی اور اسمٰعیل بن عبداللہ بن المہاجر۔ یحییٰ بن حری الذماری اور شریح بن یزید الحضرمی ۔

اور رواۃ قرائت میں سے ساتوں مشہور قاریوں میں سے دو نفر مشہور ہوئے ہیں عاصم سے ابو بکر بن عیاش اور حفص باقی کے نام دینا طول کلام ہے ۔

ایسے اختلافات جن سے معنی بدل جاتے ہیں جو مشہور قرآء مذکورہ میں ہیں بیان سے مستغنی ہیں ۔کبھی دو نفر راوی مشہور قاریوں میں سے ایک سے بھی اختلاف رائے کرتے ہیں لازم ہے کہ صرف ایک مثال بیان کردیں جو سات قاریوں کے اختلاف اور دو راویوں کے اختلاف اُن میں سے ایک سے کے واسطے شہادت ہوجائیگی ۔سورہ مائدہ (۷) یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم

ارجلکم الی الکعبین ۔

دریں آیہ نافع و ابن عامر و کسائی ارجلکم را بنصب خوانده اند ۔

حمزه و ابن کثیر و ابو عمرو بن العلاء بجر خوانده اند ۔

و ابوبکر از عاصم بجر روایت کرده است ۔

حفص از عاصم بنصب روایت کرده است ۔

واضح است که بنا بر قرائت نصب ارجلکم معطوف میشود بر وجوهکم و ایدیکم بنا برین غسل یعنی شستن پاها در وضو واجب میشود ۔

و بنا بر قرائت جر ارجلکم معطوف برؤسکم میشود پس مسح پاها در وضو واجب میشود وضوء که شرط رکنی است برای نماز و نماز که عمود دین است و حد فاصل درمابین کفر و ایمان می باشد بموجب احادیث مستفیضه پس اگر مسح پاها در وضوء واجب بوده باشد البته شستن پاها بنا بقرائت نصب سبب بطلان وضوء و تشریع محرم و تبدیل شریعت است و بطلان وضوء سبب بطلان نماز و موجب انهدام رکن و عمود دین میشود ۔

بلے ترجیح قراء جر ثابت است و قرائت جر قرائت اهل بیت علیهم السلام است و در اغلب کتب اهل سنت وجماعت

الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین
اس آیہ میں نافع وابن عامر وکسائی نے ارجلکم کو نصب سے
پڑھا ہے۔
حمزہ وابن کثیر وابو عمرو بن العلا نے ارجلکم کو جرّ سے پڑھا ہے۔
اورابوبکر نے عاصم سے جرّ سے روایت کی ہے۔
حفص نے عاصم سے نصب سے روایت کی ہے۔
واضح ہے کہ بنا بر قرائت نصب ارجلکم معطوف ہوتا ہے
وجوہکم اور ایدیکم پر اس بنا پر غسل یعنے پاؤں کا دھونا وضو
میں واجب ہو جاتا ہے۔
اور قرائت جرّ کی بنا پر ارجلکم معطوف برؤسکم پر ہوتا ہے
پس مسح پاؤں کا وضوء میں واجب ہوتا ہے اور وضو جو کہ نماز کے
لئے شرط رکنی ہے اور نماز عمود دین ہے اور مابین کفر وایمان
حد فاصل ہے۔ بموجب احادیث کے جو پہنچی ہیں پس اگر مسح
پاؤں کا وضو میں واجب ہوا تو ضرور پاؤں کا دھونا قرائت
نصب کی رو سے وضو کے باطل ہونے اور تشریع محرم اور
تبدیل شریعت کا باعث ہوگا اور باطل ہونا وضو کا نماز کے باطل
ہونے کا سبب اور نماز کا باطل ہونا موجب انہدام رکن وعمود دین ثابت ہوتا ہے
ہاں ترجیح قاریوں کی جرّ کے ساتھ ثابت ہے اور قرائت جرّ
قرائت اہل بیت علیہم السلام ہے اور اہل سنت وجماعت

از ابن عباس روایت شده است انہ قال فی کتاب اللہ المسح (یعنی الجر) ویأبی الناس الّا الغسل

در کتاب الدر المنثور روایت کردہ است از ابن عباس قال اَبیَ الناسُ الّا الغَسل ولا اجدُ فی کتاب اللہ الّا المسح عبد ابن حمید از اعمش نقل کردہ است کہ میگفت کانوا یقرؤنها برؤسکم وارجلکم بالخفض وکانوا یغسلون

شیخ الطایفہ در کتاب تہذیب تصریح کردہ است باینکہ قرائت نصب جائز نیست غرضم ذکر مثال و اشارہ بمطلب بود برائے تحقیق این مطلب کتاب مستقل لازم است با این ہمہ اختلافات متنوّعہ کہ از جہات عدیدہ در قرآن مجید شدہ است ما باقلّ قلیل از انہا اشارۂ مختصری نمودیم اگر امامے از جانب خدائے تعالےٰ منصوب ومعین نشدہ باشد آیا ممکن است کسے بگوید کہ اتمام حجت بر عموم بشر تا قیام قیامت شدہ است وناس را بر خدائے تعالےٰ حجتے باقی نیست بمفاد (لئلّا یکون للناس علے اللہ حجۃ من بعد الرسل) نساء (۱۶۵)

کی بہت زیادہ کتابوں میں ابن عباس سے روایت کی ہے۔ (ابن عباس نے فرمایا ہے کہ کتاب خدا میں مسح ہے (یعنی جر سے) اور مسح پا کا حکم ہوا ہے لیکن مردم سواے پاؤں دھونے کے اختیار نہیں کرتے) کتاب درالمنثور میں روایت کی ہے ابن عباسؓ سے کہا لوگوں نے انکار کیا ہے وضو میں سوائے پاؤں دھونے کے اور میں نے نہیں پایا قرآن خدا میں وضو میں سوائے پاؤں کا مسح کرنے کے۔ عبد ابن حمید نے اعمش سے نقل کیا ہے۔ کہ (تعجب سے کہتا تھا کہ لوگ لفظ ارجلکم کو کسرہ سے پڑھتے تھے جو وضو میں پاؤں کے مسح کا موجب ہے باوجود اس کے وضو میں اپنے پاؤں دھوتے تھے)

شیخ الطایفہ نے کتاب تہذیب میں یہ تصریح کی ہے کہ قرائت نصب جائز نہیں ہے۔ میری غرض مثال کے ذکر اور مطلب کی طرف اشارہ تھا ورنہ اس مطلب کی تحقیق کے لئے مستقل کتاب چاہئے یہ تمام طرح طرح کے اختلافات جو متعدد صورتوں سے قرآن میں پیدا ہو گئے ہیں ان میں سے ہم نے کم سے کم کی طرف مختصر طرح پر اشارہ کر دیا ہے اگر امام خداے تعالے کی طرف سے منصوب اور معین نہ ہوا ہو تو کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص کہے کہ اتمام حجت تا قیام قیامت عموم بشر پر ہو گئی ہے اور انسان کی خدا تعالے پر حجت باقی نہیں ہے بمفاد (لئلا یکون للناس علے اللہ حجۃ من بعد الرسل) نساء (۱۶۵)

با این ہمہ اختلافات در الفاظ و اعراب و معانی ایات کتاب اللہ مضافاً بر اشتمالش بمحکمات و متشابہات و سایر مذکورات آیا مسلم عاقل منصفِ بے غرض می تواند بگوید احتیاجی بنصب امام از جانب خدا و رسولش نداریم (حسبنا کتاب اللہ)

شہد اللہ تعالےٰ وکفی بہ شہیداحیرت مستمر دارم کہ باوجود نصِ صریح آیہ (۶۵ نساء) فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً۔

چہ گونہ روا شد منع رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم از کتابت وگفتن حسبنا کتاب اللہ (شرح نہج البلاغہ طبع مصر تالیف ابن الحدید حنفی معتزلی جلد دوم جزء ۶ صفحہ ۲۰ تجرید البخاری طبع لاہور ۶۸ ــ ۶۹)

فتوحات در صدر اسلام کشف از کفایت کلام اللہ نہ

باوجود ان تمام اختلافات کے الفاظ و اعراب و معنی آیات کتاب اللہ میں جن میں محکمات اور متشابہات اور سائر مذکورات کے شامل ہونے کا اضافہ ہو آیا کوئی مسلمان عاقل منصف بے غرض کہہ سکتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی جانب سے نصب امام کی حاجت ہم کو نہیں ہے ہمارے لئے کتاب خدا کافی (یعنی ہم احتیاج کتابت اور وصیت اور نوشتہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نہیں رکھتے ہیں) ۔

شہد اللہ تعالےٰ وکفیٰ بہ شہیدا کہ مجھ کو حیرانی دائمی رہتی ہے کہ باوجود نص صریح آیہ (۶۵ نساء) (ایسا نہیں ہے تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہ ہوں گے ۔ جب تک کہ ان جھگڑوں میں جو اُن کے مابین پڑے ہیں ۔ تم کو حاکم نہ بنا لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کردو اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں ۔ اور اس کو اس طرح تسلیم کر لیں ۔ جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے ۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو کتابت سے منع کرنا اور حسبنا کتاب اللہ کہنا کیونکر روا ہو سکتا ہے (شرح نہج البلاغہ طبع مصر تالیف ابن الحدید حنفی معتزلی جلد دوم جزء ۶ صفحہ ۲۰۔ تجرید البخاری طبع لاہور صفحہ ۱۶۸ ۔ ۱۶۹) ۔

صدر اسلام میں فتوحات کا ہونا کلام اللہ کے کافی

میکند بلکه درہماں فتوحاتِ صدر اسلام کہ بطور ملوکیّت
و توسعہ ملک واقع شد مقصد آلہی و غرض نبویؐ از دین اسلام
ضائع شد چنانچہ در موارد مناسبہ بیان نمودہ ایم۔

ازیں بیانات ظاہر و واضح شد کہ قرآن شریف منفرداً کافی
نیست و رفع نقض غرض نہ میکند پس بدون شبہہ نقض
غرض کہ محال و ممتنع است از حکیم تعالےٰ واقع نشدہ است
و البتہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم شخصی را تربیت و
تعلیم فرمودہ است و اسرار قرآن شریف و علوم نبویّہ و احکام
دینیہ و کلیہ لوازم سعادت بشر الےٰ یوم القیٰمہ را باو تودیع
فرمودہ است و بمردم نیز معرفی و تبلیغ فرمودہ است بجہتہ
امتثال امر آلہی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس (مائدہ ۶۸)
و بعد از نصب و معرفی او عموم بشر را از افراد محققۃ الوجود
و افراد مقدرۃ الوجود الےٰ یوم القیامہ مخاطب قرار دادہ فرمودہ
است (الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (مائدہ ۴)
زیرا کہ بدیہی است اکمال دین کہ خدا میکند باید کمالے بودہ
باشد کہ بعد از آں ہیچ اختلاف و ضلالت تا روز قیامت واقع
نشود و آں بنصب امام حاصل میشود با تمکین مردم و اگر مراد
از اکمال دین ہمیں وجود قرآن مجید و احکام بودہ باشد

ہونے کو ظاہر نہیں کرتا ہے بلکہ انہیں فتوحات صدر اسلام میں جو کہ بطور ملوکیت اور توسیع ملک واقع ہوئے مقصد الٰہی اور اغراض نبوی دین اسلام سے ضائع ہو گئے۔ چنانچہ مناسب مقامات پر ہم نے ذکر کیا ہے۔

ان بیانات سے ظاہر اور روشن ہوتا ہے کہ قرآن شریف منفرداً کافی نہیں ہے اور نقض غرض کو رفع نہیں کرتا پس بلاشبہ نقض غرض کہ محال اور ممتنع ہے حکیم تعالےٰ سے واقع نہیں ہوا ہے اور البتہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک شخص کو تربیت اور تعلیم کیا ہے اور اسرار قرآن شریف اور علوم نبویّہ اور احکام دینیّہ اور سعادت بشر کے لئے کل لوازم یوم قیامت تک کے واسطے اُس کے سپرد کئے ہیں اور آدمیوں کو بھی بغرض تعمیل حکم الٰہی اُس کی معرّفی اور تبلیغ فرمادی ہے۔ (یا ایہا الرّسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللّٰہ یعصمک من الناس مائدہ ۶۸) اور اس کے نصب اور معرّفی کے بعد عام آدمیوں کو افراد محققۃ الوجود اور افراد مقدّرۃ الوجود تا یوم قیامت مخاطب قرار دے کر فرمادیا ہے (آج کے دن پورا کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور تمام کر دی تم پر اپنی نعمت) کیونکہ بدیہی ہے کہ اکمال دین جو کہ خدا کرتا ہے چاہئے کہ ایسا اکمال ہو کہ بعد اس کے کوئی اختلاف اور گمراہی قیامت تک واقع نہ ہو اور یہ بات تمکین مردم کے ساتھ نصب امام سے حاصل ہو سکتی ہے اور اگر مراد اکمال دین سے بھی وجود قرآن مجید اور احکام ہوں۔

با این ہمہ اختلافات کہ حاصل شدہ است آں اکمال خدائی نیست کہ لایق امتنان در وحی آلہی بودہ باشد پس مراد نصب امام است کہ بسبب نصب امام اکمال دین واتمام نعمت از جانب حکیم متعال شدہ است و این ہمہ اختلافات نتیجۂ عدم تمکین ناس است ازال امام منصوب واجبار نمی کند خدائے تعالےٰ معصیت کار را وکافر را بترک عصیان وکفر بجہتہ اینکہ این نشاۂ دارِ اختیار است واجبار موجب بطلان جزاء وثواب وعقاب میشود۔

مقصود من ازیں بیانات تشبث بآیات واحادیث و ادلۂ منقولہ برائے اثبات امامت نیست بلکہ خواستم باین جزئے اشارہ قلیلہ وتوضیحات مختصرہ مطلب را روشن ومحسوس نمایم کہ مطابقت نقل وحس وعقل دریں موضوع معلوم وآشکار شود۔

مطلب پنجم

اگرچہ برہانِ امتناع نقض غرض از حکیم متعال در اثبات عقلی امامت ووجوب نصب امام از جانب حق تعالےٰ کافی است لیکن بجہت تاکید برہانِ عقلے دیگرے ذکر می کنیم۔ ومیگوئیم چوں مسلم وبدیہی است اینکہ اخلال بواجبات وارتکاب محرمات بر مکلفین جائز وممکن است در ہر زمانے ازازمنہ

تو باوجود ان تمام اختلافات کے جو کہ حاصل ہوئے ہیں وہ اکمال خدائی
نہیں ہے کہ وحی الٰہی کے لئے قابل امتنان ہو پس مراد نصب
امام ہے اور نصب امام کے سبب سے اکمال دین اور اتمام نعمت
حکیم متعال کی طرف سے ہوئے ہیں اور تمام اختلافات نتیجہ انسانوں
کے اس امام منسوب پر قائم نہ رہنے سے ہوئے ہیں اور خدا تعالے
گنہگاروں اور کافر کو ترک عصیاں اور کفر کے لئے مجبور نہیں کرتا ہے کیونکہ
یہ عالم دار اختیار ہے اور جبر کرنا ثواب اور عقاب کے بطلان
کا سبب ہوتا ہے ۔

مقصود میرا ان بیانات سے آیات اور احادیث اور ادلہ منقولہ
کو اثبات امامت کے لئے پکڑے رہنے کا نہیں ہے بلکہ میں نے یہ
چاہا کہ اس جزوئی قلیل اشارہ اور مختصر توضیحات سے مطلب
کو روشن اور محسوس کر دوں تاکہ مطابقت نقل اور حس اور عقل سے
اس مقام پر معلوم اور آشکار ہو جائے ۔

مطلب پنجم

اگرچہ برہان امتناع نقض غرض حکیم متعال سے اثبات عقلے
امامت میں اور نصب امام کا جانب حق تعالے سے واجب ہونا کافی
ہے۔ لیکن تاکید کی جہت سے ہم ایک دوسری برہان عقلی کا ذکر
کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چوں کہ یہ مسلّم اور بدیہی ہے کہ واجبات میں
خلل پڑنا اور حرام باتوں کا ارتکاب مکلفین سے ہر زمانے میں

بعد از رحلت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم و
واضح است کہ وجود امام زاجر و رادع و مانع از وقوع انست
ومکلفین را بطاعات مقرب است واز محرمات مبعد است
پس وجود امام زمان ونصب او از جانب خدائے تعالے
لطفے است در تکالیف واجبہ در ہر زمانے از ازمنہ و از
مبادی مسلمہ و مثبوتہ در علم کلام است کہ ہر لطف ثابت
در واجبات و تکالیف لازمہ واجب است بر خدائے تعالے
زیرا کہ اگر آں لطف واجب نباشد قبیح میشود تکلیف مکلفین
باںواجبات و تکالیف لازمہ ۔ پس نصب امام واجب است
بر خدائے تعالے ما دامیکہ تکلیف الٰہی بواجبات ومحرمات
در عالم باقی است و نیز مقرر شدہ و ثابت است کہ حصول
مقصد الٰہی در حفظ دین اسلام و قرآن مجید از تبدیلات بوجود
امام منصوب و تحقق الطاف واجبہ در تکالیف الزامیہ و تقریب
عباد بطاعات و ابعاد ایشاں از معاصی متوقف است باتصاف
آن امام منصوب باوصاف عصمت و شجاعت و اعلمیت در
جمیع ما تحتاج الیہ الأمہ و افضلیت و اکملیت و اسخیٰ بودن و
اقرب بودن بخدائے تعالے و مستقل بودن در عصر خود و مبرا
بودنش از جمیع عیوب منفرۃ خلقاً و خُلقاً و اصلاً و فرعاً و مخصوص
بودہ باشد بمعجزات و کرامات واز واضحات است کہ احدے جز از

بعد از رحلت حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جائز اور
ممکن ہے اور واضح ہے کہ زجر کرنے والے اور روکنے والے اور منع
کرنے والے امام کا وجود ان واقعات کے باعث سے ہوتا ہے اور
مکلفین کو طاعات کے قریب کرنے والا اور محرمات سے دور
کرنے والا ہے پس امام زمان کا وجود اور اس کا خدائے تعالےٰ
کی جانب سے نصب ہونا تکالیف واجبہ میں ہر زمانے میں ایک
لطف خداوندی ہے اور علم کلام کے مبادی مسلمہ و مثبوتہ میں سے ہے
کہ ہر لطف ثابت واجبات میں اور تکالیف لازمہ میں خداتعالےٰ
پر واجب ہے ۔کیونکہ اگر وہ لطف واجب نہ ہو تو تکلیف مکلفین
ان واجبات اور تکالیف لازمہ کے ساتھ قبیح ہو جاتی ہے پس نصب
امام واجب ہے خداتعالےٰ پر جب تک تکلیف الٰہی واجبات
اور محرمات عالم میں باقی ہے اور یہ بھی مقرر ہوا اور ثابت ہے کہ
حصول مقصد الٰہی یعنی بذریعہ امام منصوب کے وجود کے دین اسلام اور قرآن مجید
کا تبدیلیوں سے محفوظ رہنا اور لازمی تکالیف میں الطاف واجبہ کا متحقق ہونا
اور تقرب بندوں کا طاعات سے اور اُن کا دُور رہنا معاصی سے ایسے امام منصوب
کے وجود سے کامیاب ہو سکتا ہے جو کہ معصوم ہو شجاع ہو اعلم ہو جملہ امور
میں جنکی امت محتاج ہو افضل ہو اکمل ہو سب سے زیادہ سخی ہو اور خدا سے
اقرب ہو اور اپنے زمانہ میں مستقل ہو اور تمام عیوب منفرہ سے خَلقاً و خُلقاً و اصلاً و فرعاً
پاک ہو اور معجزات اور کرامات میں مخصوص ہو اور واضحات میں سے ہے کہ کوئی ایک شخص سوائے

خداوند تعالیٰ مطلع بر سرائر طریقے بفہمیدن این اوصاف باطنیہ و
مکنونات سرائر ندارند۔ لہٰذا ممکن نیست انتخاب امام
متّصف باوصاف مذکورہ و نصب او مگر از جانب خدا تعالےٰ
والاّ لطف واجب مذکور حاصل و محقق نمی شود (وربک یعلم
ماتکنّ صدورہم و مایعلنون قصص ۶۹) (وربک یخلق مایشاء
ویختار ط ماکان لہم الخیرۃ ط سبحان اللہ وتعالیٰ عما یشرکون قصص ۶۸)
بلے انتخاب حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہفتاد نفر از اخیار وصلحاء
بنی اسرائیل را بر خلاف ظاہر شد تا چہ برسد با نتخاب سائر
ناس پس ثابت و معلوم شد کہ ہر زمانے از ازمنۂ تکلیف
خالے از وجود امام معصوم منصوب نمی شود خواہ مردم بایشان
تمکین نمایند خواہ تمکین نہ نمایند و عدم تمکین مردم با مام
موجب سقوط وجوب نصب امام از خدا تعالےٰ نمی شود۔
زیرا کہ در علم کلام معلوم و ثابت شدہ است کہ وجود امام
ونصبش فعل خداوند تعالےٰ است لیکن تمکین ناس با امام
فعل مکلفین است بعلت اینکہ مدح بر تمکین وذم بعدم تمکین
ہر دو بمکلفین راجع است پس عدم تحقق فعلی از جانب
مکلفین موجب نمیشود کہ فعل خدائے تعالےٰ حاصل نشود

خداوند تعالےٰ کے جو مطلع بر سرائر ہے کوئی طریقہ ان اوصاف باطنیہ اور چھپے ہوئے بھیدوں کے سمجھنے کا نہیں رکھتا۔ لہٰذا انتخاب ایسے امام کا جو مذکورہ صفتوں سے متصف ہو اور اس کا نصب کرنا سوائے خدائیتعالےٰ کے اور کسی سے ممکن نہیں ہے ورنہ لطف واجب مذکور حاصل اور محقق نہیں ہوتا (وربک یعلم ماتکن صدورہم وما یعلنون قصص ۶۹) (وربک یخلق مایشاء ویختار ماکان لہم الخیرۃ سبحان اللہ تعالےٰ عما یشرکون قصص ۶۸) ہاں حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا ہفتاد نفر کو اخیار وصلحاء بنی اسرائیل میں سے انتخاب کرنا برخلاف ظاہر ہوا پھر سائر ناس کے انتخاب کا کیا حشر ہوگا۔ پس ثابت اور معلوم ہوگیا کہ ہر زمانہ تکلیفوں کے زمانوں میں سے وجود امام معصوم کے نصب ہونے سے خالی نہ ہوگا۔ خواہ لوگ ان کی تمکین کریں یا نہ کریں اور آدمیوں کا امام کی تمکین نہ کرنا موجب سقوط وجوب نصب امام از طرف خدائیتعالےٰ نہیں ہوتا اسلئے کہ علم کلام میں معلوم اور ثابت ہوچکا ہے کہ امام کا وجود اور اس کا نصب خداوند تعالےٰ کا فعل ہے لیکن تمکین ناس امام کے ساتھ کرنا فعل مکلفین کا ہے کیونکہ تمکین میں تعریف اور عدم تمکین میں مذمت دونوں جنہیں مکلفین سے متعلق ہیں پس مکلفین کی طرف سے کسی فعل کا تحقیق نہ ہونا

بلکہ برائے اتمام حجّت بر آنہائیکہ تمکین ندارند ضرورت نصبِ امام و وجودش از جانب حق تعالےٰ متأکّد میشود نظیرِ این کہ عصیان مامور و مکلف و علم خدائے تعالےٰ بر عصیان انہا در ازل موجب عدم توجیہ تکالیف بران مأمور نمی شود بلکہ لزوم توجیہ بجہتہ اتمام حجّت شدید میشود وچوں ایں عالَم عالَم اختیاؔر است لہذا ممکن نیست خداوند تعالےٰ مردم را مجبور بتمکین فرماید۔ والّا بطلان ثواب و عقاب و جزاء اعمال لازم میآید ابتلائے انبیاء و اوصیاء باعداء الِدّاء و معارضین برائے امتحانات الہیہ سنتہ اللہ است در امم ماضیہ و حاضرہ (ولن تجد لسنّتہ اللہ تبدیلا۔)

دلیل دیگر برائے تنویر موضوع اینست کہ

از ضروریات بدیہیہ است ہر حاکمے و ہر آمرے کہ عہدۂ دار تنظیم مصالح جمعی بودہ باشد وجز از مصلحت آں جماعت منظور دیگرے نداشتہ باشد ہرگاہ حکمے را کہ مصلحِ آں جماعت منوط بان بودہ باشد خودش مباشرت بہ تنفیذ او نماید لازم است کسے را معین نماید برائے تنفیذ ان حکم والّا مستحق مذمت و توبیخ از عقلا و مرتکب قبیح میشود۔

اس بات کا موجب نہ ہوگا کہ فعل خدائے تعالےٰ حاصل نہ ہو بلکہ اتمام حجت کے لئے اُن پر جو کہ تمکین نہیں کرتے ضرورت نصب امام اور اس کا وجود خدائیتعالےٰ کی طرف سے متأکدّ ہو جاتا ہے۔ نظیر اس کی یہ ہے کہ ماموراور مکلف کا گناہ اور خدائیتعالےٰ کا علم ان کے عصیان کے متعلق ازل میں اُس مامور کے مکلف ہونیکی وجہ موجود نہ ہونے کا موجب نہیں ہوسکتا بلکہ توجیہہ کا لازم ہونا اتمام حجت کے لئے شدید ہو جاتا ہے اور چونکہ یہ عالم عالمِ اختیار ہے لہذا ممکن نہیں ہے کہ خداوند تعالےٰ لوگوں کو تمکین پر مجبور کرے ورنہ ثواب اور عذاب اور جزاء اعمال کا بطلان لازم ہوگا۔ فسادی دشمنوں اور معارضین سے انبیاء واوصیاءُ کا ابتلا گذشتہ اور حاضرہ امتوں میں امتحانات آلہیہ کیلئے سنتہ اللہ ہے (ولن تجد لسنتہ اللہ تبدیلا)

دلیل دیگر موضوع کی وضاحت کے لئے یہ ہے کہ

ضروریات بدیہیہ میں سے ہے کہ ہر حاکم اور ہر آمر جو کہ تنظیم مصالح جماعت کا ذمہ وار ہے اور سوائے مصلحت اس جماعت کے پیش نظر کچھ نہیں رکھتا ہے جس وقت کہ ایسا حکم ہو کہ مصلحتیں اس جماعت کی اس سے وابستہ ہوں اور خود وہ اس کی تنفیذ میں مشغول نہ ہو تو لازم ہے کہ کسی دوسرے کو معین کرے تاکہ تنفیذ اس حکم کی کرے ورنہ مستحق مذمت و توبیخ عقلا کے نزدیک اور مرتکب قبیح ہوگا

ولہذا ہر والی ولایتے ویا راعیِ قطیعہ اگر ازانہا غایب شود بدون تعیین قائم مقام و حافظِ مصالح انہا البتہ مستحق توبیخ وذم از عقلا خواہد بود۔

پس خدائے تعالےٰ کہ حاکم علے الاطلاق است بعموم مخلوقین وعلاقہ مند است کاملاً بمصالح و احکام مکلفین در جمیع ازمنہ پس واجب است برائے تنفیذان احکام و مصالح کہ قابل مباشرتش نیست امام لایقے در ہر عصرے نصب فرمودہ باشد واگر اخلال بمصالح عباد و ترک واجب بفرماید قبیح است و صدور قبیح از حکیم متعال ممتنع ومحال است چنانچہ در علم کلام وحکمت بیان شدہ است۔ تائیداً میگوئیم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم عموم مکلفین را امر وتحریص فرمودہ است بوصیت نسبت بامور طفیفہ۔ پس معقول نیست خود آنحضرتؐ دربارہ دین باعظمت و قرآن مجید مملو از اسرار الہیہ ومصالح اسلام ومسلمین کسے را وصی خود قرار ندادہ باشد ووصیت نفرمودہ باشد امت را متحیر در تنازع از برائے ریاست و امارت گذاشتہ باشد و این امر عظیم را بخود مکلفین واگذار فرمودہ باشد با اینکہ حب ریاست ومیل بزخارف دنیا غریزی وطبیعی بشر است بشر انتخاب نمی کند مگر کسے را کہ باغراض شخصیہ اش اصلح باشد واضح است این چنین منتخبین حافظ

لہذا ہر والی ولایت اور راعی گلہ اگر غائب ہو بدون تعیین قائم مقام و بدون حافظ مصالح رعایا توضرور عقلاً کی توبیخ اور ذم کا مستحق ہوگا۔

پس خدا تعالےٰ کہ حاکم مطلق عموم مخلوق کا ہے اور مصالح اور احکام مکلفین کے ساتھ تمام زمانوں میں کا ملاً علاقہ مند ہے پس واجب ہے کہ واسطے تنفیذ ان احکام اور مصالح کے جو خود اُسکے مشغول ہونے کے قابل نہیں ایک امام لائق ہر زمانہ میں مقرر کرے اور اگر مصالح عباد میں اخلال اور ترک واجب فرمائے تو قبیح ہے اور صدور قبیح حکیم متعال سے ممتنع اور محال ہے جیسا کہ علم کلام اور حکمت میں بیان ہوا ہے۔ ثانیاً کہتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عموم مکلفین کو حکم اور تحریص فرمائی ہے وصیت کرنے کے لئے واسطہ امور تا تمام کے پس معقول نہیں ہے کہ خود آنحضرتؐ نے اس دین باعظمت کے بارہ میں اور قرآن مجید کے بارہ میں جو کہ اسرار الٰہیہ اور مصالح اسلام اور مسلمین سے بھرا ہوا ہے کسی کو اپنا وصی قرار نہ دیا ہو۔ اور وصیت نہ فرمائی ہو۔ امت کو متحیر اور تنازع میں ریاست اور امارت کے لئے چھوڑ دیا ہو اور اس امر عظیم کو خود مکلفین پر واگذار کیا ہو باوجودیکہ حُب ریاست اور میل زخارف دنیا کی طرف بشر کیلئے جبلّی اور طبیعی ہے بشر انتخاب نہیں کرتا مگر اس شخص کا کہ جو اس کے اغراض شخصیہ کے لئے اصلح ہو۔ واضح ہے کہ ایسے منتخبین حافظ

دین و ناموس اکبر الٰہی نمی شود بلکہ مانند رؤسائے جمہوریات بعضے ممالک میشود کہ ملت یک شخصی را برائے ادارہ شئون سیاسی و انتظامات دینوی یک مملکتے انتخاب می نمایند مخفی نماند آنکہ از کلام حضرت عمر در سقیفہ در حین انتخاب حضرت ابوبکر کہ خطاب بانحضرت کردہ گفت (اَفَلا نرضاک لدنیانا) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید حنفی معتزلی جلد ۲ صفحہ ۱ استفادہ می شود کہ آں انتخاب نیز برائے شئون دینوی بود نہ بجہتہ دین و باین سبب فتوحات در صدر اسلام ملوکانہ شد و مقصد دینی از بین رفت چنانچہ سابقاً اشارہ نمودیم بلکہ این قبائے امامت کہ بشر بریدہ است و بدون ضرورتِ اتصاف امام بصفات سابقۃ الذکر و بدون معجزہ بقامت ہر فردے از افراد بشر رسا است و اینست سبب اینکہ ہر ناقصے و ہر دجالے یا مختل العقلے ادعاے امامت و مہدویت یا مجددیت نمودہ اند و این ہرج و مرج را دیدہ اند کم کم ترقی کردہ ادعاے نبوت بلکہ الوہیت نمودہ اند البتہ دست ملل و دول کفر نیز در کار بودہ است بعد از اشارہ بہ براہین عقلیہ و مبادی مسلمہ لازمہ در مطالب خمسہ مذکورہ بمقصد اصلی خود کہ تعیین امام بودہ باشد شروع نمائیم۔

در امامت میان مسلمین سہ قول ہست :-

دین اور ناموس اکبر الٰہی کے نہیں ہو سکتے بلکہ مانند روسائے جمہوریات بعض ممالک کے ہوتے ہیں کہ ملت ایک شخص کو مہمات سیاسی کے محکمہ کے لئے اور ایک مملکت کے انتظامات دنیوی کیلئے انتخاب کرتے ہیں

مخفی نہ رہے کہ کلام حضرت عمر سے جو انہوں نے سقیفہ میں وقت انتخاب حضرت ابوبکر کو مخاطب کر کے کیا تھا (آیا ہم تمہاری ریاست پر واسطہ امور دنیا کے راضی نہ ہوں) (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید حنفی معتزلی جلد ۲ صفحہ ۱۳۱) صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انتخاب بھی مہمات دنیا کے لئے تھا نہ کہ دین کے لئے اور اس سبب سے فتوحات دین صدر اسلام کے وقت ملوکانہ ہوئیں اور مقصد دینی درمیان سے مفقود ہو گیا جیسا کہ سابقاً ہم نے اشارہ کیا ہے۔ بلکہ یہ قبا امامت کی کہ بشر نے بیونتی ہے۔ اور امام کے صفات مذکورہ سابق سے متصف ہونے کو بغیر ضروری قرار دیئے ہوئے اور بلا معجزہ کے ہر فرد بشر کے قامت پر جا پہنچتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ناقص اور ہر دجال یا مختل العقل نے دعوے مہدویت یا مجددیت کا کیا ہے اور اس فتنہ و آشوب کو دیکھا ہے اور کم کم ترقی کر کے دعوئے نبوت بلکہ الوہیت کا کیا ہے البتہ ملل اور دول کفر کا ہاتھ بھی اس میں مصروف عمل رہا ہے۔ براہین عقلیہ اور مبادی مسلّمہ لازمہ مطالب خمسہ میں اشارہ کرنے کے بعد اپنے مقصد اصلی کو کہ تعیین امام ہے شروع کرتے ہیں۔

امامت میں مسلمین کے درمیان تین قول ہیں:۔

اوّل ۔ قرآن مجید و شرایع کافی است اصلاً احتیاجے بامام نیست ۔

دوّم ۔ احتیاج بامام ہست لیکن تعیین امام با بندگان است نہ با خدا و رسولش ۔

سیّم ۔ احتیاج شدید بامام ہست و باید تعیین و نصب امام از جانب خدا و رسولش بشود و بغیر ایں ممکن نیست ۔

در مطالب خمسہ سابقہ از براہین عقلیہ و شواہد و مؤیّدات نقلیّہ و بیانات واضحہ حسیّہ کہ ما ذکر نمودیم کاملاً معلوم شد بطلان قول اوّل و بطلان قول دوم و واضح شد کہ فقط قول سیّم صحیح است کہ قول شیعہ باشد ۔ وچوں ادعاے امامت در صدر اسلام بعد از رحلت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم درحق سہ نفر شدہ است لاغیر اوّل حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ۔ دوم حضرت ابی بکر بن ابی قحافہ سیّم حضرت عباس ابن عبد المطلب و معلوم است کہ حضرت ابی بکر بن ابی قحافہ و حضرت عباس و اتباع ایشاں ہیچ وقت ادعا نمودہ اند کہ کہ نصب ایشاں از جانب خدا تعالےٰ و رسولش شدہ باشد بلکہ مستند نمودہ اند امامتِ حضرت ابی بکر را بانتخاب مسلمین و ادعاے امامت حضرت عباس را بجہت وراثت ۔

اوّل۔ قرآن مجید اور شرایع کافی ہیں اور امام کی حاجت نہیں ہے۔

دوّم۔ امام کی احتیاج ہے لیکن تعیین امام بندگان خدا کے اختیار میں ہے خدا اور اس کے رسولؐ کے ذمہ نہیں۔

سوم۔ امام کی احتیاج شدید ہے اور چاہئے کہ تعیین اور نصب امام کا خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہو۔ اور بغیر اس کے ممکن نہیں ہے۔

مطالب خمسہ سابقہ میں براہین عقلیہ اور شواہد اور مؤیدات نقلیہ اور بیانات واضحہ حسیّہ سے کہ جن کا ہم نے ذکر کیا ہے کاملاً بطلان قول اوّل اور بطلان قول دوم کا واضح ہوگیا ہے تو فقط قول سیّم صحیح ہے جو کہ قول شیعہ ہے اور چونکہ دعویٰ امامت کا صدر اسلام میں بعد رحلت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم تین نفر کے حق میں ہوا ہے اور کسی کے حق میں نہیں ہوا۔ اوّل حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام دوم حضرت ابی بکر بن ابی قحافہ۔ سیّم حضرت عباس بن عبد المطلب اور معلوم ہے کہ حضرت ابی بکر بن ابی قحافہ اور حضرت عباس اور ان کے پیرو نے کسی وقت یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کا نصب خدا تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہوا ہے بلکہ سند دی گئی ہے کہ امامت حضرت ابی بکر کی مسلمین کے انتخاب سے ہوئی ہے اور دعویٰ امامت حضرت عباس کا بسبب وراثت کے کیا گیا

ادعاے تعیین الہی و نصب از جانب خدائے تعالے
ورسولش منحصر شدہ است در حق حضرت علی بن ابی طالب
علیہ السلام کہ ہم خودش این را اظہار فرمودہ است و ہم
شیعیانش (نہج البلاغہ طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۱۰۳) (وانما طلبت
حقاً لی وانتم تحولون بینی و بینہ فلمّا قرعتہُ بالحجۃ فی الملاء
الحاضرین ھَبّ کأنّہ بُھِتَ لا یدری ما یجیبنی بہ

(شرح نہج البلاغہ تالیف ابن ابی الحدید حنفی معتزلی طبع مصر
جلد ۲ صفحہ ۳۶) اینّا احرص انا الّذی طلبتُ حقی الّذی
جعلنی اللّٰہ ورسولہ اولیٰ بہ ام انتم

(شرح نہج البلاغہ تالیف ابن ابی الحدید طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۶۱)
انشدکم اللّٰہ افیکم من اخیٰ رسول اللّٰہؐ بینہ و بین نفسہ حیث
اخیٰ بین بعض المسلمین و بعضٍ غیری قالوا لا

فقال افیکم احد قال لہ رسول اللّٰہؐ من کنت مولاہ فہذا
مولاہ غیری فقالوا لا

دعویٰ تعیین الٰہی اور نصب از جانب خدا تعالےٰ حق ہیں
حضرت علی بن ابی طالب کے منحصر ہو گیا جس کا اظہار آپ نے خود
بھی کیا اور اُنکے شیعوں نے بھی کیا (نہج البلاغۃ طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۲۴)
(یہ ہے کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ میں نے اُس حق کو کہ جو میرے
واسطے ثابت ہوا ہے طلب کیا۔ پس جس وقت اپنے مقابل کو دلیل
اور برہان سے اپنی حقانیت پر جمعیت کے درمیان کو فتنہ کیا۔
حاضرین گویا مبہوت ہو گئے وہ مقابل متحیر رہ گیا نہ جانا کہ کیا جواب مجھ
کو دے کیونکہ جواب کچھ نہ رکھتا تھا۔)
(شرح نہج البلاغہ تألیف ابن ابی الحدید حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲
صفحہ ۳۶) (کون ایک مجھ اور تم میں خلافت کے لئے حریص تر ہے۔
میں نے کہ امامت میں اپنا حق طلب کیا ہے کہ خدا اور رسولؐ نے
مجھ کو اس حق پر اولویت دی ہے یا تم کو کہ ناحق پر ہو)
(شرح نہج البلاغہ تالیف ابن ابی الحدید طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۶۱)
(تم سے خدا کی گواہی کے ساتھ سؤال کرتا ہوں کیا تم میں کوئی ہے
سوائے میرے کہ جس کو پیغمبر اکرمؐ نے بھائی قرار دیا ہے جس وقت
بعض مسلمانوں کو بعض دوسروں کے ساتھ برادر قرار دیا سب
نے کہا سوائے آپ کے کوئی نہیں ہے۔
فرمایا سوائے میرے تمہارے درمیان کوئی شخص ہے کہ پیغمبرؐ نے
کسی کے حق میں یہ فرمایا ہو کہ یہ اولیٰ بتصرف ہے ہر اس شخص کے

فقال انیکم احد قال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلّم انت منّی بمنزلۃ ہارون من موسی الّا انہٗ لا نبی بعدی غیری قالوا لا ۔

(شرح نہج البلاغہ تالیف ابن ابی الحدید حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۳۹۸) (من کلام علیؑ لعثمان واما عتیق وابن الخطاب فان کانا اخذا ما جعلہ رسول اللہؐ لی فانت اعلم بذالک ۔

چوں از براہین عقلیہ مذکورہ استنتاج نمودیم کہ قطعاً از جانب خدا و رسولش امام متصف باوصاف سابقۃ الذکر تعیین ونصب ومعرفی شدہ است وحضرت علی بن ابی طالب را دراین صفت معارضی نیست زیرا کہ ہیچ کس غیر از آنحضرت مدعی نصب از جانب خدا و رسول نشدہ است اگر منصوب از جانب خدا غیر از آنحضرتؐ کسی دیگر می بود البتہ اظہار وادعا میکرد چوں ہیچ ادعائے ہیچ وقت از ہیچ کس دیگر ظاہر نشد پس معین شد کہ امام

حق ہیں کہ ہیں پیغمبر اُس کے ساتھ اولی بتصرف ہوں سب نے کہا سوائے آپ کے کوئی نہیں۔

فرمایا تمہارے درمیان سوائے میرے کوئی ہے کہ اُس کو پیغمبرؐ نے فرمایا ہو کہ تجھ کو میرے ساتھ وہ منزلت ہے جو ہارون کو موسیٰؑ کے ساتھ ہے مگر سوائے صفت پیغمبری کے کہ میرے بعد پیغمبر نہ ہو گا سب نے کہا کہ سوائے آپ کے کوئی اس صفت کا نہیں ہے

(شرح نہج البلاغہ تالیف ابن ابی الحدید حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۳۹۸) (حضرت علیؑ کا کلام حضرت عثمان سے کہ فرمایا لیکن عتیق اور ابن الخطاب نے اس حق کو کہ جو رسول خداؐ نے میرے لئے قرار دیا تھا مجھ سے لے لیا پس اے عثمان تم سب آدمیوں سے زیادہ اس مطلب کو جانتے ہو)۔

چوں کہ براہین عقلیہ مذکورہ سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قطعاً خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے کوئی امام جو اوصاف حمیدہ سابقۃ الذکر سے موصوف ہو اور جو نصب کیا گیا اور شناخت کرایا گیا ہو نہیں ہوا اور حضرت علیؑ بن ابی طالب کا کوئی صفت بر مقابل نہیں ہے کیونکہ کوئی شخص سوائے آنحضرتؐ کے خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے نصب نہیں ہوا ہے اگر منصوب خدا کی طرف سے سوائے اُن کے اور کوئی ہوا ہوتا تو البتہ اظہار اور دعوے کرتا چونکہ ایسا دعوے کسی وقت کسی دوسرے کی طرف سے ظاہر نہیں ہوا ہے پس معین ہوا کہ امام

منصوب از خداتعالیٰ حضرت علی بن ابی طالب می باشد
و این تشخیص و اثبات صغریٰ نیز عقلے است از طریق استقراء
قطعی۔

بعبارۃٍ اخریٰ۔ چنانکہ پیغمبران اولوالعزم و صاحبان
کتابہائے سماوی ہمہ بامر آلہی برائے خود شان وصی و
جانشین قرار دادہ اند حضرت آدمؑ جناب شیثؑ را حضرت
نوحؑ جناب سامؑ را حضرت ابراہیمؑ جناب اسمٰعیلؑ را
حضرت موسیٰؑ جناب یوشعؑ را حضرت عیسیٰؑ جناب شمعون را
با اینکہ ادیان و شرائع آنہا موقتی و مقطوع الآخر بود معلوم
بود کہ بہ بعثت رسولِ لاحق نسخ خواہد شد ہمچنیں حضرت
رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلّم برائے وصایت خودش
نسبت بدین ابدی تربیت فرمود حضرت علی ابن ابیطالب
علیہ السلام را از عمر شش سالگی و تعلیم فرمود باو بامر
خداتعالیٰ جمیع اسرار رسالت و اسرار کتاب اللہ و علوم
نبوت و کلیہ احکام و وقایع اولین و آخرین را بدرجۂ رسید
کہ فرمودؐ انا مدینۃ العلم و علے بابہا (بروایت فریقین) و
و بامر خداتعالیٰ او را وصی و جانشین خود و امام برامت
نصب فرمود و بہمہ معرفی و تبلیغ فرمود باین سبب اکمال
دین حاصل شد (لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ انفال۴۲)

منصوب من اللہ حضرت علیؑ بن ابی طالب ہوتے ہیں۔ اور یہ تشخیص اور اثبات صغریٰ بھی عقلی ہے از روی استقراءِ قطعی۔

دوسرے طریق پر جیسا کہ پیغمبران اولوالعزم اور صاحبان کتاب ہائے سماوی سب نے خدا کے حکم سے اپنے لئے وصی اور جانشین قرار دئے ہیں۔ حضرت آدمؑ نے جناب شیثؑ کو حضرت نوحؑ نے جناب سامؑ کو حضرت ابراہیمؑ نے جناب اسمٰعیلؑ کو حضرت موسیٰؑ نے جناب یوشعؑ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جناب شمعون کو باوجودیکہ ان کے ادیان اور شرایع موقتی اور مقطوع الآخر تھے معلوم تھا کہ وہ بعثت رسولؐ کے ساتھ جو بعد کو ہونے والی تھی نسخ ہو جائینگے۔ اسی طرح پر حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے وصی ہونے کے لئے دین ابدی کی غرض سے حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کو عمر شش سال سے تربیت کیا اور اُن کو بحکم خدائیتعالےٰ جمیع اسرار رسالت اور اسرار کتاب اللہ اور علوم نبوت اور تمام احکام اور وقایع اولین اور آخرین تعلیم فرمائے اور اس درجہ تک پہنچے کہ فرمایا انا مدینۃ العلم وعلے بابہا (بروایت فریقین) اور امر حق تعالےٰ سے آپ کو اپنا وصی اور جانشین اور امام امت پر نصب فرمایا اور سب کو معرفی اور تبلیغ فرمادی اور اس لئے اکمال دین حاصل ہوا (لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینۃ سورہ انفال ۴۲)

لہذا آں باب مدینۂ علوم نبویہ فرمود (سلونی قبل ان تفقدونی فلأنا بطرق السماء اعلم منی بطرق الارض نہج البلاغہ جز ۲ صفحہ ۱۵۳) در شرح نہج البلاغہ تالیف ابن ابی الحدید طبع مصر جلد ۱ صفحہ ۲۵۵ روایت کردہ است از زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا ادلکم علی ما ان تساءلتم علیہ لم تہلکوا ان ولیکم اللہ وان امامکم علی بن ابی طالب فناصحوہ وصدقوہ فان جبریل اخبرنی بذلک و در خصوص معرفی حضرت علی ابن ابی طالب بامامت و در حق آنحضرت نازل شدہ است آیہ مباہلہ و آیہ تطہیر و آیہ اکمال و آیہ تبلیغ و سورہ ہل اتیٰ وغیر ذلک من الآیات الکثیرہ و وارد شدہ است حدیث غدیر و حدیث کساء و حدیث منزلۃ و حدیث باب العلم و حدیث خصف النعل و حدیث یعسوب الدین الیٰ غیر ذلک من النصوص التی لا تحصیٰ عدداً در کتب فریقین موجود است ایضاً از جمیع حدیث نبویؐ (ستفترق امتی من بعدی علی ثلث وسبعین فرقۃ فرقۃ منہا ناجیۃ والباقی فی النار) با حدیث نبویؐ مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا ہلک

لہذا اس باب مدینۃ علوم نبویہ نے فرمایا (سلونی قبل ان تفقدونی فلأنا بطرق السماء اعلم منی بطرق الارض نہج البلاغہ جزء ۲ صفحہ ۱۵۳) (شرح نہج البلاغہ تالیف ابن ابی الحدید طبع مصر جلد اول صفحہ ۲۵۵ میں روایت کی ہے زید ابن ارقم سے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم الا ادلکم علے ما ان تساءلتم علیہ لم تہلکوا ان ولیکم اللہ وان امامکم علی بن ابی طالب فناصحوہ وصدقوہ فان جبریل اخبرنی بذالک) اور بالخصوص معرفی حضرت علی بن ابی طالب کی امامت کے لئے اور آپ کے حق میں آیہ مباہلہ و آیہ تطہیر و آیہ اکمال و آیہ تبلیغ و سورہ ہل اتیٰ اور سوائے ان کی بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں اور حدیث غدیر و حدیث کساء و حدیث منزلت و حدیث باب العلم و حدیث خصف النعل و حدیث یعسوب الدین وارد ہوئی ہیں علاوہ ان کے نصوص ہیں جن کا شمار نہیں ہے اور کتب فریقین میں موجود ہیں۔ اسی طرح مجموعہ احادیث نبوی میں سے یہ ہے (جلد ہے کہ میری امت میرے انتقال کے بعد تہتر فرقوں میں متفرق ہو جائے گی۔ فقط ایک فرقہ ان میں سے نجات پانے والا ہے باقی بہتر فرقے سب آتش جہنم میں چلے جائینگے) یا حدیث نبویؐ (مثال میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی ہے جو کوئی میرے اہلبیت کی کشتی نجات میں سوار ہو اور بقول ان کے عمل کرے نجات پانیوالا ہے اور جو کوئی میرے اہلبیت کی کشتی نجات سے تخلف کرے اور اُن کا مخالف ہو غرق اور ہلاک ہو جاتا ہے

که هر دو حدیث در کتب فریقین باسانید صحیحه روایت شده است و معلوم و واضح میشود اینکه فرقهٔ ناجیه است شیعیان حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب و اوصیاء معصومین آنحضرتؑ که اہل بیت رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم می باشند۔ چنانکه از ملاحظه حدیث اوّل منفرداً معلوم میشود اینکه فرقه ناجیه شیعیه امامیه اثنی عشریه است زیراکه اثنی عشریه با جمیع مذاهب فرق اسلامیه مباینت در عقاید دارند و جمیع ان مذاهب مشترک میباشند در اصول عقاید پس نمیشود یکے از آنها را ناجیه دانست زیراکه فرقهٔ دیگر نیز همان اصول عقاید انها را دارند حضرت علی بن ابی طالب متصف بود بجمیع اوصافیکه در امامت شرط است از عصمت و اعلمیت و اعدلیت و افضلیت از جمیع بشر غیر از رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و غیر ذلک از اوصاف سابقة الذکر (بشرح نهج البلاغه تالیف ابن ابی الحدید حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحات ۱۲۰ - ۱۲۸ - ۱۳۱ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۸۹ رجوع شود اوصاف مذکوره آنحضرتؑ را منکرے نیست حتی اینکه اعتراف نموده است حضرت ابوبکر بافضیلت حضرت علیؑ بن ابیطالب وهم چنین اعتراف نموده است حضرت عمر باولویت آنحضرتؑ

دونوں حدیثیں کتب فریقین میں اسانید صحیحہ سے روایت ہوئی ہیں۔ یہ معلوم اور واضح ہوتا ہے کہ شیعیان حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب اور اوصیاء معصومین آنحضرتؐ کے جو اہلبیت رسول اکرم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ہیں فرقہ ناجیہ ہے چنانچہ ملاحظہ سے حدیث اوّل کے منفرداً معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرقہ ناجیہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ہے اس لئے کہ اثنی عشریہ تمام مذاہب فرق اسلامیہ سے مباینت عقاید میں رکھتے ہیں اور جمیع وہ مذاہب اصول عقاید میں مشترک ہیں پس ان میں سے ایک کو بھی ناجی نہیں جان سکتے اس لئے کہ دوسرے فرقہ بھی انہیں کے سے اصول و عقاید رکھتے ہیں۔ حضرت علی بن ابیطالب اُن تمام اوصاف سے جن کی امامت میں شرط ہے۔ یعنی عصمت واعلمیّت و اعدلیّت و افضلیّت تمام بشر سے سوائے رسول اکرم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اور علاوہ اُن کے اوصاف مذکورۃ السابق سے متصف تھے (شرح نہج البلاغہ تالیف ابن الحدید حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحات ۱۲۰-۱۲۸-۱۳۱-۱۸۶-۱۸۵-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۵۷۲-۵۷۳-۵۸۹ کی طرف رجوع کرو۔ حضرتؑ کے اوصاف کا کوئی منکر نہیں ہے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر نے افضلیت حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا اقرار کیا ہے۔ اور اسی طرح پر حضرت عمر نے اولویّت حضرت علی علیہ السلام کا

باامامت بعد از رسول خدا و باتصافش بجمیع اوصاف امامت واقرار نموده است بمظلومیت آنحضرت در امر امامت (شرح نہج البلاغہ حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحات ۱۸ ۲۰ - ۱۱۴ وہم چنین اعتراف نموده است حضرت عثمانؓ باینکه میداند امامت حق بنی ہاشم و حضرت علی علیه السلام است و بایشان ظلم شده است (شرح نہج البلاغہ حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۲۹۵) ونیز مخصوص بود بمعجزات باہره مثل اخبار از غیب مراراً واستجابت دعا کراراً. ورد شمس و احیاء نفس و مکالمہ باثعبان وقدرت بر اکوان (بہ شرح نہج البلاغۃ تالیف ابن ابی الحدید حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۱۷۵-۱۷۶ رجوع شود-

نتیجۂ ماسبق اینست. بعد از اینکه به براہین عقلیه و دلائل قطعیه ثابت شد امامت حضرت امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیه السلام بعد از حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیه واله وسلم میگوئیم مقتضاے ہماں براہین عقلیه وادلہ قطعیه اینست که باید یک شخص متصف باوصاف امامت نیز از جانب خدا تعالے و رسولش وصیّ براے امیرالمؤمنین علیه السلام معیّن شده باشد وامیرالمؤمنین باامامت

امامت کیلئے بعد از رسول خداؐ اور جملہ اوصاف امامت سے منصف ہونے کا اعتراف کیا ہے اور مظلومیت آنحضرتؐ کا امر امامت میں اقرار کیا ہے (شرح نہج البلاغت حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۱۸-۲۰-۱۱۴ اور اسی طرح پر حضرت عثمان نے اعتراف کیا ہے یہ کہ میں جانتا ہوں کہ امامت حق بنی ہاشم اور حضرت علی علیہ السلام کا ہے اور ان پر ظلم ہوا ہے (شرح نہج البلاغہ حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۳۹۵ اور نیز مخصوص تھے معجزات روشن کے ساتھ یعنے اخبار غیب کا بار بار بیان کرنا اور بار بار دعا کا قبول ہونا اور سورج کا لوٹنا اور نفس کا زندہ کرنا اور اژدہے سے کلام کرنا اور موجودات پر قدرت حاصل کرنا (شرح نہج البلاغہ تالیف ابن ابی الحدید حنفی معتزلی طبع مصر جلد ۲ صفحہ ۱۷۵-۱۷۶ رجوع کرو۔

نتیجہ ماسبق کا یہ ہے کہ بعد اس کے کہ براہین عقلیہ اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہوگئی امامت حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے ہم کہتے ہیں کہ ان براہین عقلیہ اور ادلہ قطعیہ کا اقتضا یہ ہے کہ ایک شخص جو متصف ہو اوصاف امامت سے خدائے تعالےٰ اور اس کے رسول کی طرف سے بھی واسطے امیر المومنین علیہ السلام کے وصی معین ہوا ہو اور امیر المومنین نے اپنے بعد اس کے امام

ووصایت ان وصیّ خود تنصیص فرموده باشد وہمہ ائمہ باید
متصف بوده باشند بعصمت واعلمیت وسائر اوصاف
امامت بحکم براہین مذکوره وبہمین اشاره شده است۔
درایات شریفہ (لکل قوم ہادٍ) (رعد ۷) و (ان من امّۃ الّا
خلا فیہا نذیر فاطر ع ۲۴) و (یوم نبعث من کلّ امّۃ الّا شہیداً
من انفسہم نحل ع ۸۴) و در احادیث مستفیضہ نبویہ تعیین ائمہ
علیہم السلام شده است کہ مجموع انہا دوازده نفر است
از عترت نبویہ در شرح نہج البلاغۃ تالیف ابن ابی الحدید حنفی
معتزلی جلد ۲ صفحہ ۴۵۰ - ۴۵۲ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
والہ وسلّم من سَرَّہٗ ان یحیٰی حیاتی و یموت مماتی ویسکن جنّۃَ
عدنٍ التی غرسہا ربّی فلیُوالِ علیاً من بعدی ولیُوالِ ولیّہ
ویقتد بالأئمّۃِ من بعدی فانّہم عترتی خلقوا من طینتی و
رُزِقوا فہماً وعلماً فویلٌ للمکذبین من امتی القاطعین فیہم
صِلَتی لا انا لہم اللہ شفاعتی۔

اور وصی ہونے کو منصوص فرمایا ہو اور جملہ آئمہ اسی طرح پر چاہئے کہ متصف ہوں عصمت و اعلمیت سے اور تمام اوصاف امامت سے بموجب حکم براہین مذکورہ اور آیات شریفہ (ولکل قوم ہاد) (رعد ۷) و (ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر فاطر ع ۲۴) و (یوم نبعث من کل امۃ الا شہیدا من انفسہم نحل ع ۱۸) میں اسی کی طرف اشارہ ہوا ہے اور احادیث میں جو نبی اکرمؐ سے پہنچی ہیں ائمہ علیہم السلام کا تعیین ہوا ہے کہ مجموع ان کا بارہ نفر ہیں عترتہ نبویہ میں سے چنانچہ شرح نہج البلاغۃ تالیف ابن ابی الحدید حنفی معتزلی جلد ۲ صفحہ ۴۵۰-۴۵۲ میں ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و الہ وسلم نے جس کسی کو کہ مسرور کرے یہ کہ زندگی اُس کی مانند میری زندگی کے ہو اور حال مرگ کہ اس کی مرگ کے بعد میرے حال کی مانند ہو اور مسکن اُس کا بہشت عدن میں ہو کہ خدائے تعالےٰ نے اپنے دست قدرت سے اس کو مہیا کیا ہے پس البتہ وہ علی علیہ السلام کو میری موت کے بعد دوست رکھے۔ اور البتہ دوست علی کو دوست رکھے اور ان اماموں کی جو میرے اہل بیت سے ہیں اور میرے بعد امام ہونگے پیروی کرے کیونکہ البتہ وہ میری عترت ہونگے اور میری مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور ان کو علم و فہم کا رزق دیا گیا ہے۔ پس میری امت میں سے ان کی تکذیب کرنے والوں کو وائے ہو کہ میرا صلہ ان میرے خاص ارحام اور اہل بیت سے

ایضاً قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم فی کلّ خلفٍ من امتی عدلُ من اہل بیتی ینفون عن الدّین تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاؤیل الجاہلین ۔

ایضاً قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم اثنی عشر من اہل بیتی اعطٰی ہم اللہ فہمی وعلمی وحکمتی وخلقہم من طینتی فویل للمتکبّرین علیہم من بعدی القاطعین فیہم صِلَتی ما لہم لا اَنا لہُم اللہ شفاعتی ۔

ایضاً قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم بعدی اثنی عشر اوّلہُم انت یا علیؑ وآخرہم القائمُ الذی یفتح اللہ علے یدیہ مشارق الارض ومغاربہا

و در حدیث صحیح از جابر بن عبد اللہ انصاری رضوان علیہ کہ از اکابر اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم میباشد روایت شدہ است قال لمّا نزلت ھذہ الآیۃ (یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الأمر منکم سورہ نساء ۵۹) قلتُ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم

قطع کرتے ہیں ان کو میری شفاعت خدا نصیب نہ کرے)۔

اسی طرح سے رسول اللہؐ نے فرمایا میری امت میں پیچھے آنے والوں میں سے ہر دور میں ایک امام عادل میرے اہلبیت میں سے ہوگا۔ تاکہ میرے اہلبیت میں کے وہ آئمہ دین میں سے تحریف اور زیادتی وکمی کو جو غالی پیدا کرتے ہیں اور دروغ نسبتوں کو جو اہل باطل دیتے ہیں اور بے حقیقت

اسی طرح سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ بارہ نفر میرے اہل بیت میں ہیں کہ جن کو میرا فہم میرا علم میری حکمت خدا تعالےٰ نے عطا کی ہے اور اُن کو میری طینت سے خلق کیا ہے پس میرے بعد ان کے ساتھ تکبر کرنے والوں پر واے ہو اور وہ جو میرے صلہ کو میرے اُن اہلبیت کے حق میں قطع کرتے ہیں اُن لوگوں کے لئے کیا ہے۔ میری شفاعت خدا ان کو نہ پہنچائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ بعد میرے بارہ نفر امام ہیں اوّل ان بارہ کے تم ہو اے علی۔ اور ان کا آخر قائم ہے اور وہ ایسا ہے کہ خدا تعالےٰ اس کے ہاتھ پر زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو فتح کرے گا۔

اور حدیث صحیح جابر بن عبد اللہ انصاری رضوان علیہ سے کہ اکابر اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلّم میں سے ہیں روایت ہے۔ (حضرت جابرؓ نے کہا ہے جس زمانے میں کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ خدا نے فرمایا اطاعت کرو خدا کی اور رسول خدا کی اور صاحبان امر کی اپنوں میں سے تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ

عرّفنا اللہ ورسولہ فمَنْ اولی الأمر الذین قرنَ اللہ طاعتہم بطاعتک فقال صلے اللہ علیہ والہ وسلّم ھُم خلفائیؑ یا جابر وائمۃ المسلمین من بعدی اوّلہم علیؑ بن ابیطالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف فی التوراۃ بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقراءِ منی السّلام ثم الصّادق جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علیّ بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم سَمِیّہِی وکَنِیّہِی حجّۃ اللہ فی ارضہ وبَقیّتہ فی عبادہ ابن الحسن بن علی ذاک الّذی یفتح اللہ تعالےٰ ذکرہٗ علے یدیہ مشارق الارض ومغاربھا ذاک الذی یغیب عن شیعتہ واولیائہ غیبۃً لایثبت فیھا علے القول بامامتہ الاّ مَنِ امتحن اللہ قلبہ للایمان۔

خدا کو ہم نے پہچانا ہے اور اس کے رسولؐ کو بھی پہچان لیا
ہے اور صاحبان امر کون اشخاص ہیں کہ خدا نے ان کی اطاعت
مانند آپ کی اطاعت کے اور آپ کی اطاعت کے درجہ پر قرار دی
ہے۔ پس حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا اے جابر وہ صاحبان امر
میرے جانشین ہیں اور بعد میرے امام اور پیشوا مسلمانوں
کے ہیں اول ان میں سے علی ابن ابیطالب ہیں دوم حسن ہیں
سیّم حسین ہیں چہارم علی بن حسین ہیں پنجم محمد بن علی ہیں کہ
توریت میں ان کا لقب باقر ہے اور جلد ہے اے جابرؓ کہ تم انکو
ملوگے اور دیکھو گے اور جس وقت تم ان کو دیکھو میرا اسلام
پہنچانا۔ بعد ان کے جعفر بن محمد ہیں بعد ان کے موسیٰ بن جعفر
ہیں بعد ان کے علی بن موسیٰ ہیں بعد ان کے محمد بن علی ہیں
اور بعد ان کے علی بن محمد اور بعد ان کے حسن بن علی اور بعد ان
کے میرے ہمنام اور ہم کنیت حجت خدا اس خدا کی زمین پر اور
باقیۃ اللہ اس کے بندوں کے درمیان محمد بن حسن بن علی ہیں
اور وہ ایسے امام ہیں کہ خدا تعالے اُن کے ہاتھ پر مشرقوں اور
مغربوں کی زمین کو فتح کریگا اور کھولیگا اور وہ ایسے امام ہیں کہ اپنے شیعوں اور
دوستوں سے غایب ہونگے طولانی غیبت کے ساتھ کہ آپ کی امامت
کے قائل ہونے پر کوئی ثابت نہیں رہتا مگر وہ شخص کہ خدا تعالےٰ
نے جس کے قلب کا ایمان کے بارے میں امتحان کر لیا ہے۔

تنصیص ہر امام مسلم الامامۃ بر امامتِ وصیّ خودش کافی است برائے تعیّن او و تنصیصات ائمہ معصومین علیہم السلام اللہ رب العالمین ہر سابقے بر لاحقش بروایات مستفیضہ و احادیث صحیحہ از طرق شیعہ ثابت شدہ است و بحکم اصول مناظرہ دراین مقام اہل سنت وجماعت راہیچ وجہ حق اعتراضے نیست وملزوم میباشند بقبول ان احادیث مستفیضہ پس بحکم براہین عقلیۂ مذکورہ و تائیدات نقلیہ معلوم و واضح شد کہ امام دوازدہم نیز دراین زمان موجود و منصوب است زیرا کہ اخلال بر واجب از خدا تعالےٰ ممتنع ومحال است و سبب غیبت آنحضرت نہ از خدا تعالےٰ است ونہ از خود آنحضرت است بلکہ عدم تمکین ناس سبب غیبتش شدہ است ومیباشد چنانچہ سابقاً بیان نمودیم پس ہر وقت سبب مذکور زایل شود ظہور آنحضرت واجب میشود موعد ظہورِ آنحضرت بزوالِ سبب مذکور در علم اللہ تعالےٰ معین است لیکن برائے مکلفین تعیین نشدہ است مگر بعلامتیکہ در اخبار مستفیضہ رسیدہ است عمدۂ آں علائم خروج دجال وخروج سفیانی است۔

شیخ طوسی قدس سرہ در کتاب غیبت ونیز در کتاب بشارۃ الأسلام طبع بغداد صفحہ ۸۴ روایت کردہ اند از محمد بن حنفیہ از محمد بن حنفیہ قال قلت لہ (یعنے اباہ علیاً علیہ السلام)

تنصیص ہر امام مسلّم الامامۃ کی اپنے وصی کی امامت پر اس کی تعیین کے لئے کافی ہے اور تنصیصات ائمہ معصومین علیہ السلام اللہ رب العالمین کی ہر سابق کی لاحق پر روایات مستفیضہ اور احادیث صحیحہ طُرق شیعہ سے ثابت ہیں اور اصول مناظرہ کی بنا پر اس مقام میں اہل سنت والجماعت کو کسی وجہ سے حق اعتراض کا نہیں ہے اور ان احادیث کے قبول کرنیکے لئے ملزوم ہیں۔ پس براہین عقلیہ مذکورہ اور تائیدات نقلیہ کے مطابق معلوم اور واضح ہوگیا کہ امام دوازدہم بھی اس زمانہ میں موجود اور منصوب ہیں کیونکہ خلل ہونا واجب میں خدا تعالےٰ سے ممتنع اور محال ہے اور سبب غیبت اُن حضرت کا نہ خدائے تعالےٰ سے ہے اور نہ خود آنحضرت سے ہے بلکہ عدم تمکین ناس آپ کی غیبت کا سبب ہوا ہے اور رہے گا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا پس جس وقت سبب مذکور زائل ہو جائیگا ظہور اُن حضرت کا واجب ہو جائے گا۔ ظہور حضرت کا وقت موعود سبب مذکور کے زوال پر علم اللہ تعالےٰ میں معین ہے لیکن مکلفین کیلئے تعیین نہیں ہے۔ مگر وہ علامتیں جو کہ اخبار مستفیضہ سے پہنچی ہیں ان میں سے سب سے بڑی علامت خروج دجال اور خروج سفیانی ہے شیخ طوسی قدس سرہ نے کتاب غیبت میں اور نیز کتاب بشارت الاسلام طبع بغداد صفحہ ۴۸ میں روایت کی ہے محمد بن حنفیہ سے

محمد بن حنفیہ نے کہا ہے میں نے اُن حضرت (یعنی اپنے پدر امجد حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام) سے عرض کی اس

قد طال ہذا الأمر حتی متی قال فحرّک رأسہ ثم قال انّی یکون ذلک ولم یعضّ الزمان انّی یکون ذلک ولم یجفوا الأخوان انّی یکون ذلک ولم یظلم السلطان انّی یکون ذلک ولم یقم الزندیق من قزوین فیہتک ستورہا ویکفر صدورہا ویغیّر سورہا ویذہب ببہجتہا من فرّ منہ أدرکہ ومن حاربہ قتلہ ومن اعتزل عنہ افتقر ومن تابعہ کفر حتی یقوم باکیان باکٍ یبکی علی دینہ وباکٍ یبکی علی دنیاہ)۔

در طول عمر مبارکش معاندین راحق استبعاد نیست بعد از اینکہ نظیرش برائے حضرت خضرؑ وحضرت الیاس علیہما السّلام ثابت شدہ است وقدرت مطلقہ خدا بتعالےٰ از مبادی مسلّمہ است در این مسئلہ چنانچہ در اوّل مطالب بیان نمودیم حتی اینکہ بشیطان عمر ابدی دادہ است واگر در زمان غیبتش از اجراء حدود شرعیہ وسیاسات دینیہ بواسطۂ عدم تمکین ناس متمکن نیست اکثر ائمہ اطہار علیہم السّلام نیز مادام الحیوٰۃ متمکن از اجراء انہا نشدند لکن فوائد وجود مبارکش کالشمس المنغیبۃ وراء الغمام ثابت ومعلوم است واز اجتماع واجماع جمیع بشر برخطا مانع است واتمام حجّت است از جانب خدا بتعالےٰ بر انہائیکہ تمکین نمی نمایند وسبب غیبتش شدہ اند چنانچہ سابقاً شرح دادیم۔

امر ظہور نے بہت طول کھینچا تا بکے محمد حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے سر مبارک کو حرکت دی
اور بعد ازاں فرمایا کہ یہ ظہور کیونکر واقع ہو حالانکہ ابھی زمانہ نے اپنے تیز دانتوں سے اپنے اہلوں کو نہیں کاٹا ہے کیونکر
یہ ظہور واقع ہو حالانکہ ابھی اخوان نے جفا نہیں کی ہے یہ ظہور کیونکر واقع ہو حالانکہ ابھی بادشاہ نے اپنے ظلم کو نہیں
کیا ہے یہ ظہور کیونکر واقع ہو حالانکہ شہر قزوین سے زندیق کھڑا نہیں ہوا جو شریعت اسلام اور مسلمین کے پردوں کی
ہتک کریگا اور انکے سینوں اور دلوں کو بے عقیدہ اور کافر کر دیگا اور حدود شریعت اسلام اور بلاد اسلام کے قلعوں کو
درہم و برہم کر دیگا اور رونق اور شگفتگی شریعت اسلام اور مسلمین کو اور رونق معنوی و دینی بلاد اسلامی کو برباد کر دیگا
اور جو اس سے بھاگے اسکو تلاش اور گرفتار کر لیگا اور جو اس سے جنگ اور محاربہ کرے مارا جائیگا اور جو کوئی اس سے دوری اختیار کرے

طول عمر مبارک میں معاندین کو حق استبعاد نہیں ہے بعد اس کے کہ نظیر اس کی حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کے لئے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں قدرت مطلقہ حق تعالے مبادی مسلمہ میں سے ہے جیسا کہ اول مطلب میں بیان ہوا یہاں تک کہ شیطان کو عمر ابدی دی گئی ہے۔ اور اگر آپ کے زمان غیبت میں اجراء حدود شریعت اور سیاسات دینیہ عدم تمکین ناس کی وجہ سے ممکن نہیں ہے تو اکثر ائمہ اطہار علیہم السلام اپنے زمانہ میں عمر بھر ان کے اجراء پر متمکن نہ ہوئے لیکن آپ کے وجود مبارک کے فوائد کالشمس المتغیبۃ وراء الغمام ثابت اور معلوم ہیں اور جمیع بشر کے خطاپر اجتماع و اجماع کے لئے مانع ہے اور اتمام حجت ہے خدا تعالے کی طرف سے ان لوگوں پر جو تمکین نہیں کرتے ہیں اور غیبت کا سبب ہوئے ہیں جیسا کہ سابقاً ہم نے شرح کی ہے ۔

امّا مسئلہ امکان تشرف بحضور مبارک حضرت امام غایب روحی فداہ در احادیث ائمہ اطہار علیہم السلام امر شدہ است بتکذیب مدعی رؤیت و مدعی تشرف و این مخصوص است بصورت ادعاے معرفت تفصیلے امام در حین تشرف و بجہتہ حفظ حمیٰ نسبت بعامہ ناس است۔ نفی امکان نمی کند۔ چونکہ معلوم و محقق است کہ جماعتے از اعاظم علماے اعلام و اخیار و اوتاد از شیعہ در مسجد اعظم کوفہ و در مسجد سہلہ و در حرم مقدس نجف اشرف و در ناحیہ مقدسہ و در حائر مقدس بہ شرف ملاقات آں بزرگوار نائل و موفق شدہ اند بلے در تشرفات ما عداے علماے اعلام و نوّاب عامّ آنحضرت در حین تشرف نشناختہ اند بعد از مفارقت ملتفت شدہ اند رزقنا اللہ تعالے الاتّصالَ بخِدْمَتِہٖ والتَّشَرُّفَ لحِضْرَتہٖ و اِدْراکَ ظُہُورِہٖ والقیامَ بِنُصْرَتہٖ ۔

لیکن مسئلہ امکان تشرف بحضور مبارک حضرت امام غائب
روحی فداہ کے بارے میں احادیث ائمہ اطہار علیہم السلام میں امر
ہو چکا ہے کہ مدعی رویت اور مدعی تشرف کی تکذیب کی جائے اور
یہ تکذیب مخصوص ہے اس صورت میں کہ کوئی ملاقات کے وقت کی تفصیلی معرفت امام
کا دعوے کرے اور اس جہت سے کہ عامۃ الناس کی نارسائی کا حفظ قائم رہے
لیکن یہ تکذیب امکانِ تشرف کی نفی نہیں کرتی چونکہ معلوم اور محقق ہے کہ ایک جماعت
اعاظم علمائے اعلام میں سے اور اخیار اور اوتاد شیعہ میں سے مسجد
کوفہ میں اور مسجد سہلہ میں اور حرم مقدس نجف اشرف میں
اور ناحیہ مقدسہ حائر مقدس میں اُن بزرگوار کے شرفِ ملاقات سے
نائل اور موفق ہوئے ہیں ہاں تشرفات میں متعدد علمائے اعلام
اور نواب عامّ آنحضرت کے وقت ملاقات نہ پہچان سکے بعد مفارقت
کے سمجھے ÷

غلط نامہ مُحاضرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱	مدینۃٌ	مدنیۃ
۵	۱۱	مدینۃ	مدنیۃ
۱۰	۱	اَنْ اِن امِنُوا	اَنْ آمنوا
۱۰	۱		
۱۲	۹	مُثُلٌ	مُثُلٌ
۱۲	۱۰	باصناف	اصناف
۱۸	۷	وجہے	دو جہے
۲۲	۱۶	ومأخوذ	مأخوذ
۲۳	۲۳	اور مأخوذ	مأخوذ
۲۴	۱۶	فائدہ ملائمت	فائدہ وملائمت
۲۵	۱۶	ہوتا ہے کے بعد	اور اس تصوّر سے فائدہ اور ملائمت سے شوق حاصل ہوتا ہے.
۲۸	۱	یاہردو	باہردو
۴۸	۷	موضوغ	موضوع
۵۲	۱۴	ہرلبشر	برلبشر
۶۲	۸	باائیکہ	بانیکہ

غلط نامہ محاضرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۲	۹	تجمیع	بجمیع
۶۲	۱۲	ابداع	ایداع
۶۲	۱۵	مقالات	مغالات
۶۳	۱۱	آدمیوں کو جمع کرکے	سب آدمیوں کو
۶۳	۱۲	جانشین کو	جانشین کے نزدیک
۶۳	۱۳	ظاہر فرمادے	اپنے اوپر فرض فرمائے
۶۴	۱۴	اڑی	ارہی
۶۸	۵	طرف	طرق
۶۸	۱۲	طرف	طرق
۶۸	۱۴	محمد حسن قزوینی قدس سرّہ	شیخ محمد حسن قدس سرّہ
۶۸	۱۸	تعلیم	تعلم
۶۹	۵	طرف	طرق
۶۹	۱۱	طرف	طرق
۶۹	۱۳	محمد حسن قزوینی	شیخ محمد حسن
۷۲	۱۴	معیّرہ المعانی	معیّرۃ المعانی
۷۶	۶	تغیسلون	یغسلون

غلط نامہ محاضرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۶	۷	باانیکہ	بانیکہ
۷۶	۱۶	حجتہ	حجتہ
۷۶	۱۶	۱۲۵	۱۶۵
۸۴	۱۶	الدہ الأمّۃ	الیہ الأئمّۃ
۸۶	۱۰	منسوب	منصوب
۸۸	۱۲	حاکے	حاکے
۹۴	۱۰	دوم واضح	دوم و واضح
۹۵	۱۰	دوم کا واضح	دوم کا اور واضح
۹۶	۵	فرعتہ مالحجۃ	قرعتہ بالحجۃ
۹۶	۶	یدری یایحیبنی	یدری مایحیبنی
۹۶	۱۳	فہدا	فہذا
۹۸	۵	بعثمان	لعثمان
۱۰۲	۱۴	ازجمع	ازجمع
۱۰۳	۱۳	مجموعہ احادیث نبویؐ میں سے یہ ہے	ملانے سے احادیث نبویؐ
۱۰۳	۱۹	ہوجاتا ہے	ہوجاتا ہے) کے
۱۰۴	۲	ومعلوم	معلوم

غلط نامہ مُحاضرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۵	الاّشہیداً	شہیداً
۱۰۸	۱۱	فیئُوال	فلیوال
۱۰۸	۱۲	ویقتد	ولیقتد
۱۰۸	۱۳	لیہم	فیہم
۱۰۹	۵	الاّ شہیداً	شہیداً
۱۱۲	۵	فادالقبتہ	فاذالقبتہ
۱۱۲	۸	ثم سمیتّہی وکنَیتّہی	ثم سمیتّیُ وکنِیتّیُ
۱۱۲	۱۱	باامیتہ	باامتہ
۱۱۲	۱۲	الاایمان	الأیمان
۱۱۴	۲	علیہم السلام	علیہم سلام
۱۱۵	۲	علیہم السلام	علیہم سلام
۱۱۶	۴	ولُغیِرّہ	ولُغیَرّہ